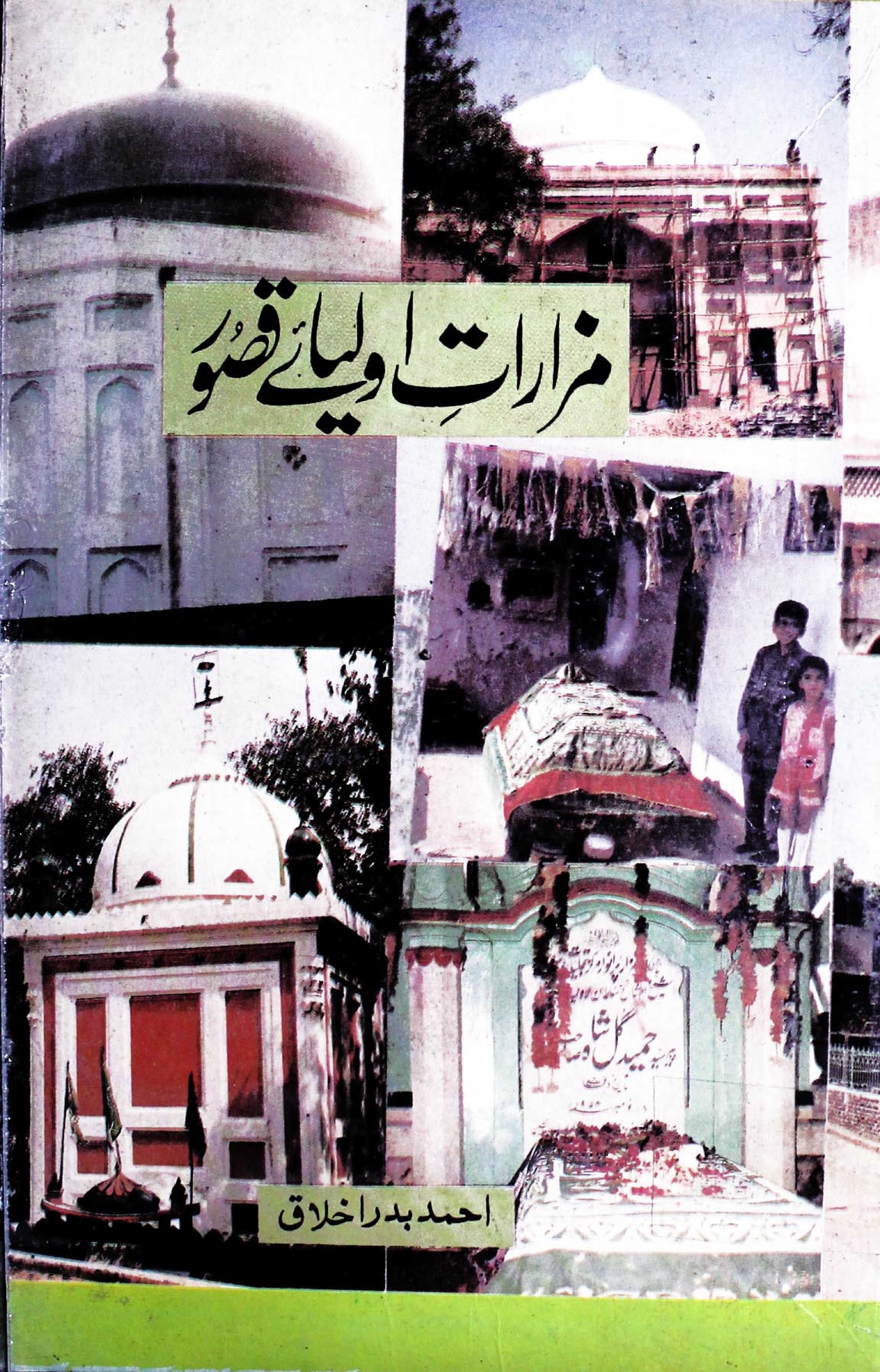

مزاراتِ اولیائے قصور

احمد بدر اخلاق

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

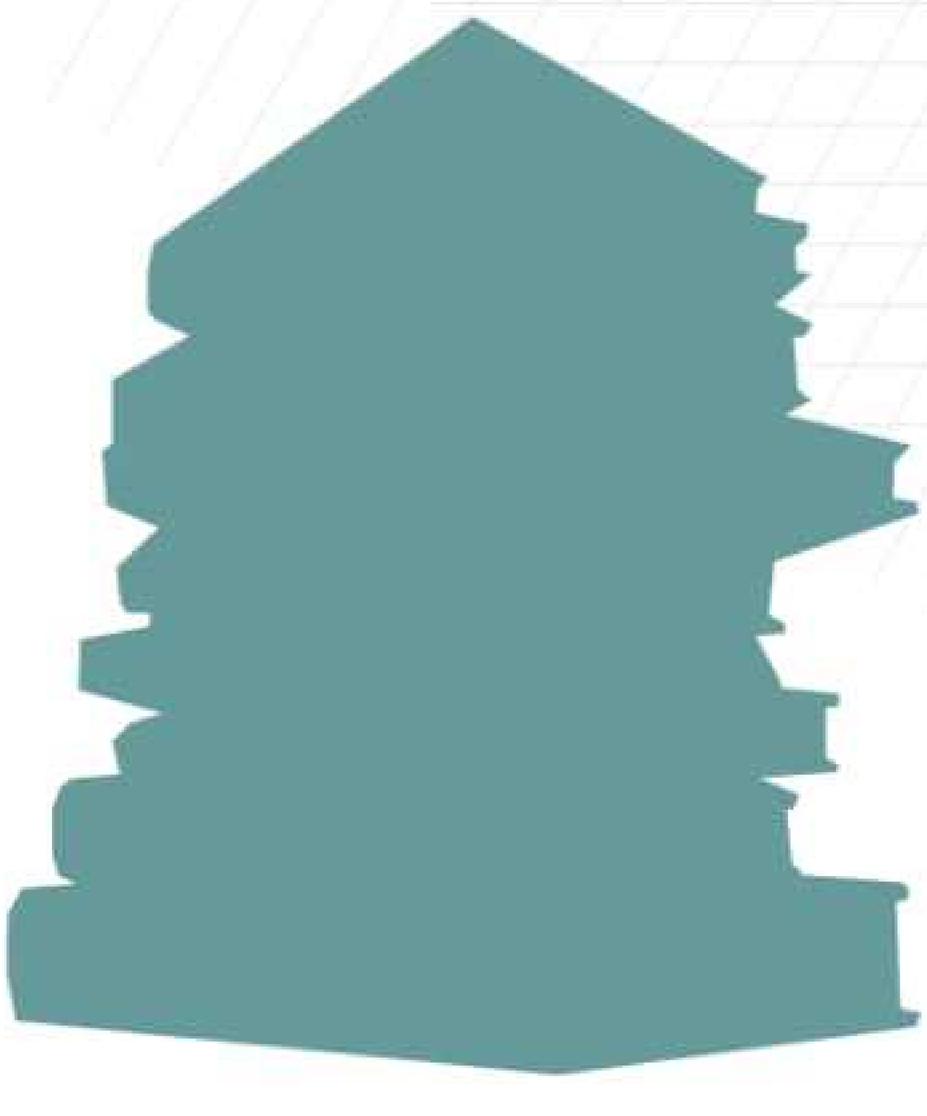

مزاراتِ اولیائے

قصور

ذخیرہ محمد وقار المجددی

احمد بدر اخلاق

۳۳۳۔ شادباغ لاہور

جملہ حقوق محفوظ

129670

نام تالیف ——— مزارات اولیائے قصور

مولف ——— احمد بدر اخلاق

اشاعت ——— ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء

تعداد ——— ۵۰۰

کمپوزنگ ——— محمد زبیر

اوریکل کمپوزنگ' پرانی انارکلی' لاہور

صفحات ——— ۸۰

ناشر ——— محمد احسن اخلاق (ایم کام)

باہتمام ——— محمد اسد اخلاق

مطبوعہ ——— فہد عمران پرنٹرز۔ موری گیٹ' لاہور

مندرجات

	صفحہ نمبر
حرف اول — احمد بدر اخلاق	۶
باب اول	
۱۔ حضرت ابو حنیفہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ	۹
۲۔ حضرت اخوند سعید شوریانی رحمۃ اللہ علیہ	۹
۳۔ حضرت احمد خان درویش رحمۃ اللہ علیہ	۱۰
۴۔ حضرت بابا امام شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	۱۱
۵۔ حضرت حاجی احمد یار نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	۱۱
۶۔ حضرت قاضی انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ	۱۲
۷۔ حضرت شیخ بھاگو ڈوگر رحمۃ اللہ علیہ	۱۳
۸۔ حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ	۱۳
۹۔ حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۴
۱۰۔ حضرت بابا بگو شاہ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰
۱۱۔ حضرت پیر پرند رحمۃ اللہ علیہ	۲۰
۱۲۔ حضرت سید بابا چراغ شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۱
۱۳۔ حضرت مولانا مولوی چراغ شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	۲۱
۱۴۔ حضرت سید حمید گل شاہ نقشبندی قصوری رحمۃ اللہ علیہ	۲۱
۱۵۔ حضرت درویش محمد مجذوب رحمۃ اللہ علیہ	۲۲
۱۶۔ حضرت پیر ڈھیا غازی رحمۃ اللہ علیہ	۲۳
۱۷۔ حضرت حاجی سید شریف شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ	۲۳
۱۸۔ حضرت شاہ صدر دیوان رحمۃ اللہ علیہ	۲۴
۱۹۔ حضرت شیخ علم الدین چونی وال رحمۃ اللہ علیہ	۲۵
۲۰۔ حضرت مخدوم علی بافندہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۶
۲۱۔ حضرت شیخ عبدالخالق خویشگی رحمۃ اللہ علیہ	۲۶
۲۲۔ حضرت مولانا عبدالرسول قصوری رحمۃ اللہ علیہ	۲۷
۲۳۔ حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمۃ اللہ علیہ	۲۹
۲۴۔ حضرت مولانا علی محمد جماعتی رحمۃ اللہ علیہ	۳۰
۲۵۔ حضرت پیر عبدل امر شاہ دولا رحمۃ اللہ علیہ	۳۱
۲۶۔ حضرت سید عمر اعلی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۳۳
۲۷۔ حضرت خواجہ غلام محی الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	۳۴
۲۸۔ حضرت خواجہ حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ	۳۶

۲۹۔ حضرت حافظ غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ ۳۷
۳۰۔ حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ ۳۸
۳۱۔ حضرت شیخ کمال چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۳۹
۳۲۔ حضرت شاہ کمال بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۴۱
۳۳۔ حضرت حاجی گگن شوریانی رحمۃ اللہ علیہ ۴۱
۳۴۔ حضرت بابا گلزار شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۴۳
۳۵۔ حضرت بابا سید غلام مصطفیٰ شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۴۴
۳۶۔ حضرت خواجہ محمد صادق قادری قصوری رحمۃ اللہ علیہ ۴۵
۳۷۔ حضرت بابا مٹھو شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۴۵
۳۸۔ حضرت محمد صوفی ابراہیم قصوری رحمۃ اللہ علیہ ۴۶
۳۹۔ حضرت غازی محمد صدیق شہید رحمۃ اللہ علیہ ۴۶
۴۰۔ حضرت حاجی میاں محمد الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ۵۰
۴۱۔ حضرت پیر محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ۵۱
۴۲۔ حضرت صوفی محمد شفیع نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ۵۲
۴۳۔ حضرت صوفی محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۵۲
۴۴۔ حضرت نیک مرد رحمۃ اللہ علیہ ۵۳
۴۵۔ حضرت حافظ نور احمد رحمۃ اللہ علیہ ۵۴
۴۶۔ حضرت پیر دتو شوریانی رحمۃ اللہ علیہ ۵۵

باب دوم ——— جن بزرگوں کا مزار معلوم نہیں ہو سکا

۴۷۔ حضرت مولانا شیخ احمد شوریانی رحمۃ اللہ علیہ ۵۷
۴۸۔ حضرت شیخ رحمت اللہ شوریانی رحمۃ اللہ علیہ ۵۷
۴۹۔ حضرت حاجی اویس وتوزئی رحمۃ اللہ علیہ ۵۸
۵۰۔ حضرت الہداد وتوزئی رحمۃ اللہ علیہ ۵۸
۵۱۔ حضرت بایزید بتک زئی رحمۃ اللہ علیہ ۵۹
۵۲۔ حضرت باباخویشگی رحمۃ اللہ علیہ ۶۱
۵۳۔ حضرت حاجی محمد شریف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ۶۱
۵۴۔ حضرت حافظ غلام محی الدین قصوری چشتی رحمۃ اللہ علیہ ۶۲
۵۵۔ کتابیات ۶۳

انتساب

- جناب چوہدری اجمل الدین مرحوم لاہور
- جناب حاجی محمد اسلم چشتی صابری مرحوم اسلام آباد
- اور اپنے والدین کے نام جن کی دعاؤں سے دین و دنیا میں مجھے سرفرازیاں نصیب ہوئیں۔

خاکِ راہ دردمنداں

احمد بدر اخلاق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف اول

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم تک رشد و ہدایت کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد اولیائے کرام نے سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے ارشاد و تبلیغ کی مسند سنبھالی۔ صوفیائے کرام نے معاشرہ کی اصلاح و تربیت کے لئے اس سلسلے میں جو خدمات سرانجام دیں وہ ہماری مذہبی تاریخ کا روشن باب ہیں۔

مضافات لاہور میں قصور ایک تاریخی شہر ہے۔ زمانہ قدیم سے یہ بستی علم و عرفان کا مرکز رہی ہے۔ قصور کی قدیم تاریخ، روایات، قیاسات اور حکایات پر مبنی ہے۔ اس مقام کا نام کب اور کیسے رکھا گیا اور اس کا بانی کون تھا اس سلسلے میں جو مواد حاصل ہو سکا وہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

کتب تواریخ میں مختلف روایتیں لکھی ہوئی پائی جاتی ہیں۔ صاحب خلاصۃ التواریخ نے جو بیان کیا ہے، مولوی نور احمد چشتی بھی اسی بیان کی تصدیق کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں —— "رام چندر کے دو بیٹے تھے ایک "کشو" اور دوسرا "لوہو" تھے۔ لوہو نے شہر لاہور آباد کیا اور کشو نے کشور جو بالفعل قصور ہے اور وہ بعد میں راجہ رام چندر اجودھیا میں گدی نشین ہوا۔"

اس کے علاوہ برنی تاریخ فیروز شاہی میں بیان کرتا ہے کہ "غیاث الدین تغلق کے عہد حکومت (۱۳۲۰ء تا ۱۳۲۴ء) میں ایک صاحب علم ملک سراجدین قصوری درباری امراء میں سے تھا۔ قصور کا باشندہ تھا اور وہ اسی بستی کی نسبت سے قصوری معروف تھا"۔

مشہور بزرگ شاعر حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی قران السعدین ۶۸۸ھ/۸۹-۱۲۸۸ء میں مغلوں کے حملے کا ذکر کرتے ہوئے شمالی ہند (پنجاب) کے دو معروف شہروں کا نام لاہور اور قصور درج کرتا ہے۔ جس میں قصور کا نام اس طرح منظور ہے:

از قدم شوم مغل آں بلاد
نام و نشانی زعمارت نذار
ازحد سلطنہ تا لاہور
ہیچ عمارت نہ مگر در قصور

مذکورہ اشعار سے اس بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ ساتویں صدی ہجری کے آخر میں حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی میں قصور عمارات سے مزین تھا اور لوگ آباد تھے۔ آب و ہوا اچھی اور صحت بخش تھی۔ قصور اور اس کے گردو نواح کی زمین زرخیز تھی اور شمالی کنارے پر دریائے بیاس بہتا تھا۔ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا حالات بدلتے گئے۔ پرانی عمارات کے گر جانے کے بعد قصور کی تعمیر از سر نو عمل میں آئی۔ ہر

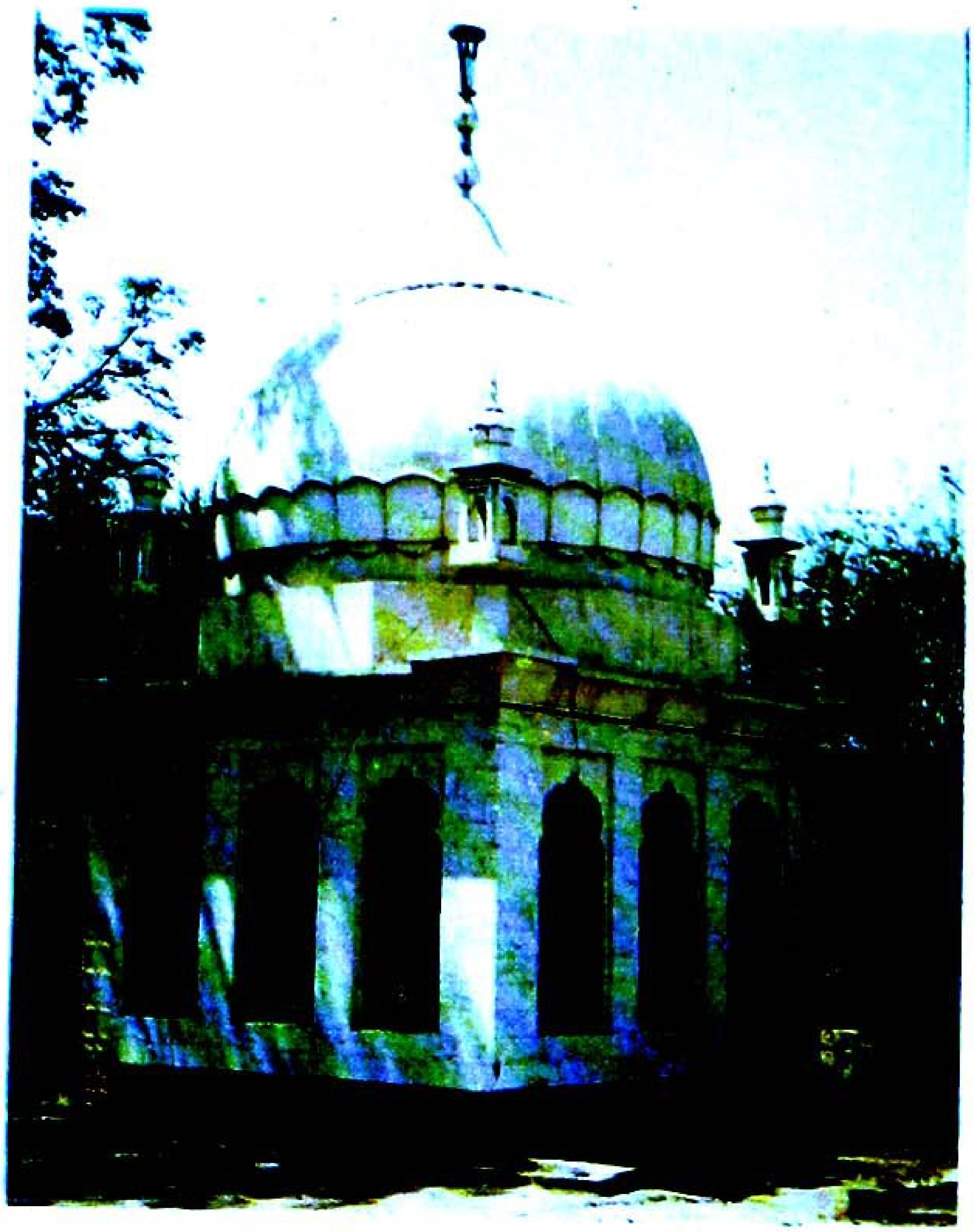

مزار مبارک حضرت عبداللہ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ، قبرستان
کوٹ غلام محمد خاں قصور

مزار مبارک حضرت پیر عبدامر شاہ دولا رحمۃ اللہ علیہ قبرستان کوٹ غلام محمد خان قصور

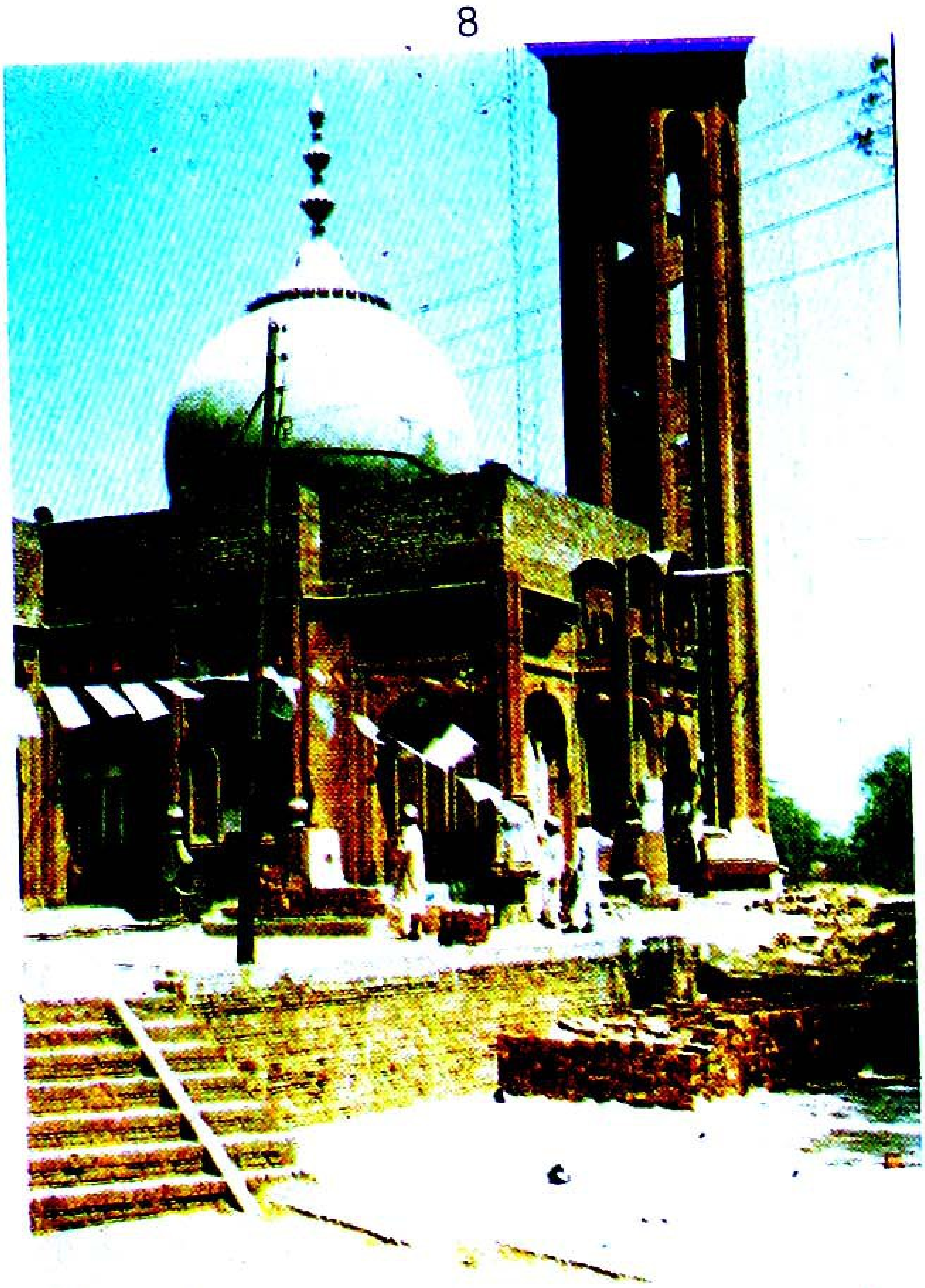

مزار مبارک حضرت خواجہ غلام محی الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ قصور

اندرونی منظر مزار مبارک حضرت خواجہ غلام محی الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ قصور

ایک سردار اور رئیس نے قصور کی آبادی کو بڑے شوق سے بڑھایا۔ علیحدہ علیحدہ بستی اپنے نام پر آباد کرائی۔ یہ افغان قوم کے باشندے تھے۔ قوم افاغنہ کی ایک شاخ خویشگی سے تعلق رکھتے تھے جو زمانہ قدیم سے قصور میں آباد چلی آ رہی تھی۔ اس قبیلے میں ارباب علم و فضل اور امراء و رؤسا ہوئے جن کے نام شہرت و عظمت کی وجہ سے تاریخ میں نمایاں و ممتاز نظر آتے ہیں۔ پھر سکھ گردی نے اس پر رونق شہر کو تباہ و برباد کیا اور جلا کر خاکستر کر دیا۔

بستی قصور دریائے بیاس کے شمالی کنارے پر واقع ہے اور فیروز پور روڈ پر لاہور سے ۳۴ میل دور جنوب مشرق میں آباد ہے۔ زمانہ قدیم سے قصور اہل علم کا مرکز رہا۔ قصور کے افغان زیادہ تر خویشگی نسل سے ہیں۔ قصور میں ان کے موجود ہونے کے ثبوت ساتویں صدی ہجری تک ملتا ہے۔ ان کی اصل وادی ارغستان (یکہ توت) ہے جو صوبہ کابل میں واقع ہے۔

قصور کے بوسیدہ کھنڈرات' مقدس مزارات' مسمار قلعے' ٹوٹی پھوٹی قبریں' گلی گلی کوچہ کوچہ میں شہیدوں کے مزارات اس شہر کی گذشتہ عظمت اور پے در پے انقلابات کا پتا دیتے ہیں۔

قصور ابتدائے اسلام سے ایسی برگزیدہ ہستیوں کا مسکن چلا آ رہا ہے جنہوں نے نہ صرف اس خطے بلکہ پورے برصغیر میں اسلام کی حقانیت کا ڈنکا بجایا اور کفر و ضلالت کی فضا میں ایمان کا نور پھیلایا۔ صوفیائے کرام میں حضرت شاہ کمال چشتی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت مولانا احمد شوریانی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت شاہ عنایت قادری رحمتہ اللہ علیہ' حضرت سید بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ' مولانا رحمت وتوزئی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت اخوند سعید رحمتہ اللہ علیہ' مولوی محمد شریف نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت حافظ غلام محی الدین رحمتہ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی علمی دنیا میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔

ان صوفیائے کرام نے قصور میں اپنا مسکن بنایا خدمت دین کے لئے زندگیاں وقف کیں اور علم و دین کی بھرپور اشاعت کی۔ ان صوفیائے کرام کے جماعت خانے ایسی روحانی تربیت گاہیں تھیں جہاں قلب و روح کی بیماریوں کا علاج کیا جاتا تھا۔ خدا ترسی انسان دوستی کی صفات پیدا کی جاتی تھیں۔ آج ان کے مراقد مرجع خلائق اور باعث رشد و ہدایت ہیں۔

قصور ضلع کے اکثر مزارات محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہیں۔ لہٰذا محکمہ اوقاف اور محکمہ آثار قدیمہ کا فرض ہے کہ مزارات ضلع قصور کی بہتری کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں تاکہ یہ نشانیاں و آثار محفوظ رہ سکیں۔

بعض مزارات کی تصاویر بوجوہ شریک اشاعت نہیں کی جا سکیں۔ البتہ ان کے حالات تحریر کر دیئے گئے ہیں۔ جب "مزارات قصور" کی اشاعت ثانی عمل میں آئی تو ان مزارات کی تصاویر بھی شامل اشاعت کر دی جائیں گی۔

آخر میں میاں اخلاق احمد صاحب کے محب مخلص جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری' جناب محمد

حسن میرانی بہاولپوری، میاں محمد صادق قصوری صاحب، محمد شاہ چشتی صاحب قصوری، جاوید نصرت صاحب قصوری، ملک فتح محمد وٹو صاحب قصوری، اقتدار محمود صاحب لاہور، عامر مسعود صاحب، متین کاشمیری صاحب اور جناب محمد عالم مختار حق صاحب کا شکر گزار ہوں کہ ان حضرات نے اس کتاب کی تدوین و تالیف میں میری مدد فرمائی اور بیش قیمتی مشوروں سے نوازا۔

محترم محمد عالم مختار حق صاحب میرے شکریہ کے خاص طور پر مستحق ہیں کہ انہوں نے "مزارات اولیائے قصور" کے مسودہ پر نظرثانی فرمائی۔ متین کاشمیری صاحب نے میرے ساتھ دو بار قصور کا سفر کیا اور مزارات کی تصاویر اتارنے میں مدد دی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)

اس سعی و کاوش کے باوجود اگر کوئی فروگذاشت رہ گئی ہو تو اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ وہ مجھے از راہ کرم اس سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درستی کر دی جائے۔ اس مختصر سے مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے اللہ ہمیں دین برحق کی خدمت کرنے کا زیادہ سے زیادہ جذبہ عطا فرما اور بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین! بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم۔

۲۶ر مئی ۱۹۹۶ء

خاک راہ دردمنداں

بمطابق ۸ر محرم الحرام ۱۴۱۷ھ

احمد بدر اخلاق عفی عنہ

۳۳۳۔ شاد باغ لاہور

باب اوّل

حضرت ابو حنیفہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ

اولیائے قصور میں ۱۹۹ پر تحریر ہے ——— "عالم ربانی ابو حنیفہ ثانی مخدوم بہاء الدین کی اولاد سے ہے۔ شیخ عماد ان کے بزرگ ملتان سے آیا اور گاؤں بسایا۔ گاؤں کا نام شیخ عماد رکھا۔ حضرت ابو حنیفہ قریشی رحمتہ اللہ علیہ کی قبر بھالہ میں ہے"۔

بھالہ گاؤں شہر قصور سے تقریباً ۵ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ آپ کی قبر مبارک بھالہ گاؤں کے قبرستان میں حضرت بابا مخدوم علی پانندہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے باہر دائیں جانب زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ آپ کی قبر مبارک لمبی اور کچی ہے۔ لوگ آپ کو ابو حنیفہ ثانی رحمتہ اللہ علیہ اور نوگزہ پیر سے یاد کرتے ہیں۔

حضرت اخوند سعید شوریانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو ابوالحسن خرقانی ثانی کہتے تھے۔ کیونکہ آپ کو ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ سے خرقہ ملا تھا۔ خزینۃ الاصفیاء مصنف مفتی غلام سرور لاہوری (ترجمہ اقبال احمد فاروقی) ص ۳۹۹ پر تحریر کرتے ہیں ——— "آپ کو پیر قبار سے روحانیت حاصل ہوئی تھی۔ جب درجہ کمال کو پہنچے تو بھی پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے۔ شریعت کے احکام کے نفاذ میں بڑے ہی سخت تھے۔ آپ کی نظر میں بادشاہ و فقیر ایک جیسے ہی تھے بلکہ بعض اوقات فقیروں سے زیادہ محبت اور شفقت کرتے تھے۔ امیروں سے دور رہتے اور ان کا اپنا مرید بھی نہ بناتے تھے۔ قوالی سنتے سماع کی مجلس میں بن بلائے بھی چلے جاتے اور وہاں پہنچ کر وجد اور رقص کرتے۔ اخبار الاولیاء اور معارج الولایت میں آپ کی بڑی کرامتیں لکھی گئی ہیں۔ چنانچہ کھانا پکاتے وقت ہنڈی میں زیادہ نمک ڈال دیتے لیکن جب کھانا پک جاتا پھر جو بھی کھانا کھاتا اس کو پورا لگتا۔

ایک دفعہ ایک آدمی گجرات چلا گیا۔ مدت گزرنے کے بعد اس کی کوئی خبر نہ آئی۔ اس کے رشتہ داروں کو بڑی فکر ہوئی۔ ایک دن ایک شخص حضرت اخوند کی خدمت میں آیا اور آکر گم شدہ آدمی کے رشتہ داروں کا رنج کیا۔ آپ نے تھوڑی سی خاموشی کے بعد فرمایا کہ فلاں شخص فلاں مہینے فوت ہو گیا ہے۔ تھوڑے ہی عرصے کے بعد گجرات سے اس کے فوت ہونے کی خبر پہنچی تو وہی تاریخ تھی جو حضرت اخوند نے بتائی تھی۔

ایک بار ایک ہندو راجپوت حاضر ہوا کہنے لگا کہ اکبر بادشاہ مجھ سے ناراض ہو گیا ہے۔ آپ دعا کریں کہ وہ راضی ہو جائے۔ آپ جو ہدیہ کہیں گے میں پیش کروں گا۔

آپ نے فرمایا تم بادشاہ کے پاس چلے جاؤ کوئی فکر نہ کرو، میں نے بادشاہ کی زبان بند کردی ہے، جب تم پہنچو گے تو بادشاہ انعام دیں گے۔ جب تم انعام لے کر واپس آؤ اور ایک موٹا سا دنبہ میرے لئے لانا۔ راجپوت دربار میں پہنچا بادشاہ سے خلعت پائی تو دنبوں کا ایک ریوڑ لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا مجھے تو بس ایک ہی دنبہ دو"۔

حضرت اخوند سعید کی وفات ۱۰۱۸ھ میں ہوئی۔ تذکرہ اولیائے برصغیر تالیف محمد اختر دہلوی نے تاریخ وفات ۱۰۲۰ھ تحریر کی ہے۔ آپ کا مزار مبارک شہر قصور کچہری روڈ کوٹ غلام محمد قبرستان نو مسلم بزرگ کے مزار کے چند میٹر شمال کی طرف ایک چار دیواری میں مرجع انام ہے۔

مزار مبارک کے اردگرد دس قبور ہیں۔ بڑی اور نمایاں قبر آپ کی ہے۔ آپ کی لوح مبارک پر یہ عبارت کندہ ہے۔

شیخ المشائخ میاں اخوند سعید خان شوریانی المعروف حضرت میاں بادشاہ صاحب چشتی، قادری رضی اللہ عنہ۔

حضرت میاں قلندر اخوند سعید خان المشہور میاں بادشاہ عارف ربانی ہانی ابوالحسن خرقانی سلسلہ چشتی۔ تاریخ وفات ۱۰۱۸ھ بمطابق ۱۶۴۱ء۔

حضرت احمد خان درویش رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا مزار اقدس کچہری چونگی قصور سے دائیں جانب پرانے ریلوے لائن کے نزدیک آدھ کلو میٹر کے فاصلے پر بستی احمد خان میں ایک کمرے میں مرجع خلائق ہے۔ کمرے کے اندر تین قبور ہیں بڑی اور نمایاں قبر حضرت احمد خان درویش رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

اولیائے قصور ص ۱۳۰ پر تحریر کرتے ہیں ——— "حافظ حبیب اللہ خان کی بیوہ غلام حسن خان کی بہن ہیں۔ حافظ صاحب کو حاجی گگن صاحب سے ورثہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بال مبارک ملا جو حاجی گگن مدینہ سے لائے تھے۔ وہ بال مبارک فاطمہ بیوہ حافظ صاحب حبیب اللہ کے ہاں جمع ہے۔ جمعۃ الوداع کو حبیب اللہ خان لوگوں کو بڑی مسجد میں دکھایا کرتے تھے۔ اب ان کے گھر میں ہی ہے۔ حافظ کمال الدین یہاں کا مجاور تھا"۔

نوابزادہ الحاج سردار سلطان علی عادل خان خلف الرشید خان بہادر نواب محمد شہباز خان آنریری مجسٹریٹ درجہ اول قصور بیان کرتے ہیں ——— "حضرت احمد خان درویش رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آباؤ اجداد تھے۔ حج کرنے کے لئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے۔ مدینہ منورہ سے موئے مبارک لے کر آئے جو آج بھی ہمارے خاندان میں بطور تبرک محفوظ ہے"۔

مزار مبارک حضرت احمد خان درویش رحمتہ اللہ علیہ سے جانب شمال ۵ میٹر کے فاصلے پر چبوترے پر کچھ قدیم قبور ہیں۔ مزار مبارک کے ساتھ چھوٹی سی مسجد بھی ہے۔

حضرت سید بابا امام شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا مزار اقدس کوٹ عثمان خان قصور میں مرجع انام ہے۔ روایت بیان کرتے ہیں کہ قصور میں میلہ بسنت آپ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ اکبری دور میں یہاں آکر مقیم ہوئے تھے۔

مزار مبارک کے دروازے کے اوپر دیوار پر یہ عبارت کندہ ہے۔

مزار انور

حضرت سید بابا امام شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ چشتی قادری نقشبندی تعمیر نو سنگ بنیاد ۲۵ نومبر ۱۹۸۵ء بمطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ بروز منگل بدست مبارک محمد امین خان خلف الرشید محمد عمر خان صاحب وتوزئی قصور کوٹ عثمان خان قصور۔

آپ کے مزار مبارک پر بڑا خوبصورت گنبد تعمیر ہے۔ گنبد کے اندرونی حصہ پر شیشے کا کام کیا گیا ہے۔ گنبد مبارک کے اندر سنگ مرمر کی قبر حضرت سید بابا امام شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ لوح مبارک پر تاریخ وفات درج نہیں۔

حضرت حاجی احمد یار نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا مزار مبارک چوک پیراں کچہری روڈ پر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ کے مزار مبارک پر گنبد تعمیر ہے۔ گنبد کے اندر تین قبور ہیں۔ بڑی اور نمایاں قبر حضرت حاجی احمد یار نقشبندی کی ہے۔ قبر کی لوح پر عبارت تقریباً مٹ چکی ہے جو بڑی مشکل سے پڑھی جاتی ہے۔ لوح پر یہ عبارت کندہ ہے۔

جناب حاجی احمد یار صاحب نقشبندی مرحوم و مغفور خلف الرشید میاں امیر بخش صاحب

بانی مدرسہ نقشبندیہ جماعت العلوم قصور کوٹ عثمان خان

آنجناب یار احمد پیکر صبر و رضا انیسویں رمضان تھی جس دن ہوا ان کا وصال

روز تھا وہ پیر کا تیسویں تھی جون کی سیزدہ صد ہفتا دو یک جان ہجرت کا تو سال

حاجی احمد یار بفردوس رفت

۱۳۵۷ھ

حضرت قاضی انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ

آپ ضلع قصور تحصیل چونیاں محلہ قاضیاں میں پیدا ہوئے۔ تاریخ پیدائش معلوم نہیں ہو سکی۔ والد کا اسم گرامی قاضی عین دین رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ کھوکھر قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ محکمہ مال سے قانونگو کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔

آپ مرید و خلیفہ حضرت آغا سید سکندر شاہ قادری پشاوری کے تھے۔ قاضی صاحب شرف بیعت سے مشرف ہونے کی سرگذشت بیان کرتے ہیں ——— "جب میں شرف بیعت سے مشرف ہوا تو حضرت آغا صاحب نے دوسرے روز مجھے تسبیح، مصلی اور مسواک عنایت فرما کر رخصت فرمایا اور تاکید فرمائی لاہور میں زیارت حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ بیرون دہلی دروازہ حاضر ہو کر سلام عرض کرنا اور محمد سلطان جمعدار کے پاس رات گذار کر صبح کی گاڑی سے چونیاں چلے جانا اور ساتھ ہی فرمایا کہ دیوان نیاز، مثنوی روم، تحفۃ العاشقین خرید لینا"۔

تذکرہ حضرت آغا سید سکندر شاہ رحمۃ اللہ علیہ ص ۴۳ پر درج ہے ——— "آپ اعلیٰ درجہ کے متوکل پرہیزگار شب زندہ دار متقی و صالح تھے۔ ہر دم یاد الٰہی و ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ مستغنی المزاج اور سادہ لباس درویش تھے۔ آغا صاحب اکثر فرماتے کہ چونیاں میں قاضی انوار الحق صاحب کی خاطر ہمیں بہت کچھ منظور ہے آپ پیر بھائیوں سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے"۔

آپ نے ۹/۱۰ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۹۶۴ء بروز جمعۃ المبارک وفات پائی۔ آپ کی قبر مبارک قبرستان عیدگاہ چونیاں میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کے پیر بھائی زبدۃ الحکماء حکیم حسن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تاریخ وفات کہی ہے جو لوح مزار پر درج ہے۔

از طفیل شاہ سکندر راہبر انوار حق
جنت الفردوس باشد مسکن انوار حق
این تمنا حسن از روز وصالش تا ابد
در لحد یابی نزول رحمت و انوار حق

۱۳۸۴ھ

حضرت قاضی فضل حق رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت سید آغا سکندر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے جو حضرت قاضی انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی تھے۔ آپ نے بروز دوشنبہ ۲۱ دسمبر ۱۹۵۹ء مطابق ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ کو وفات پائی۔ قبر مبارک قبرستان عیدگاہ چونیاں میں مرجع انام ہے۔

حضرت شیخ بھاگو ڈوگر رحمۃ اللہ علیہ

اولیائے قصور ص ۱۵ پر درج ہے ــــــ "نام ان کا بہاؤ الدین تھا کثرت استعمال سے شیخ بھاگو ہوا۔ وہ سرور دیوں کا مرید ہے۔ بعض کہتے ہیں شروع جوانی میں ڈوگروں کی طرح چوری کرتے تھے۔ ایک دن مع اور ڈوگروں کے بھینس چرا کر لئے جاتے تھے۔ مالکوں نے پیچھا کیا ایک گاؤں سے گزر رہے تھے۔ موذن اذان دے رہا تھا۔ یہ بولے ذرا ٹھہرو اذان سن لیں۔ وہ ٹھہرے تو مالکوں نے آلیا۔ آپ نے مناجات کی کہ ٹھہرنے میں تیری رضا مقصود تھی اگر پردہ رہ جائے تو میری توبہ بھینسوں کا رنگ بدل گیا اور مالک واپس ہو گئے۔ پھر اصلی رنگ ہو گیا۔ سب نے استغفار کی اور بھینسوں کو مالکوں کے سپرد کر دیا۔

شیخ حسو تیلی طے زمان و مکان سے ان کے پاس آیا۔ شیخ نے ان کو مضطرب دیکھ کر کہا۔ اضطراب کیا ہے؟ بولے۔ میں رات کو ایک مرتبہ تیل کی گھانی نکالتا ہوں صبح ہو جاتی ہے۔ آج رات دو مرتبہ گھانی ڈالی صبح نہیں ہوتی۔ شیخ نے مراقبہ کیا پھر کہا۔

سبب یہ کہ مجمع خویشگی اس میں اکثر سماع کر رہے ہیں۔ قطب العارفین شیخ بھوکی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ شیخ کے اشارے سے رات پھر شروع ہوتی ہے۔ اس گفتگو میں تھے کہ سماع ختم ہوا۔ دفعتاً دن نکلا۔ مزار قریہ شیخ بھاگو میں جوان کا بسایا ہوا ہے"۔

میاں (کیکا) گوجر

آپ شیخ بھاگو ڈوگر کے مرید ہیں۔ ان کا مزار روضہ کے باہر ہے۔ حضرت شیخ بھاگو رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے پہلے میاں کیکا کی زیارت کرو پھر میری۔

شہر قصور سے ایک میل کے فاصلے پر گاؤں شیخ بھاگو میں مرجع خلائق ہے۔ مزار مبارک کے اوپر گنبد تعمیر ہے۔ مزار مبارک کے اندر ۵ قبور ہیں۔ بڑی اور نمایاں قبر حضرت شیخ بھاگو رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ مزار مبارک کے باہر بھی قبور ہیں۔ مزار مبارک کے ساتھ قدیم مسجد ہے۔ جو خستہ و شکستہ حالت میں ہے۔

حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت محمد عنایت اللہ عرف شاہ عنایت قادری بلند پایہ عالم، مفسر، فقیہ اور پنجاب کے اکابر علماء اور صلحاء میں سے تھے۔ آپ ارائیں خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے ظاہ علوم کی تحصیل مولانا سید ابو النصر عرف سید الیاس رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی عبد الہادی لاہور رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ آپ حضرت شاہ

محمد رضا شطاری لاہوری کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت شاہ عنایت قادری رحمتہ اللہ علیہ کثیرالتصانیف عالم تھے۔ آپ کے مرید بابا بلھے شاہ اللہ علیہ نے انہیں شہرت دوام بخشی۔

جب حضرت شاہ عنایت قادری رحمتہ اللہ علیہ لاہور میں مسند ارشاد و ہدایت پر متمکن ہوئے یہاں کے بے شمار حضرات مستفیض ہوئے۔ آپ کی عظیم شخصیت نیک سیرت' حسن و اخلاق علمیت و فضیلت' کشف و کرامات نے عقیدت مندوں کو گرمی محبت سے گرمایا۔ مردہ دلوں کو زندہ کیا۔ "طریق الاصفیاء" اور "وظائف کلاں" کے حوالہ سے حضرت شاہ عنایت قادری رحمتہ اللہ علیہ کی تاریخ وفات ۲۷ جماوی الثانی ۱۱۴۱ھ بیان کی جاتی ہے اور یہی سنہ وفات لوح مزار پر کندہ ہے۔ آپ کا مزار مبارک دس کو ئنز روڈ شاہراہ فاطمہ جناح لاہور پر مرجع انام ہے۔

آپ کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا۔ خلفاء اور عقیدت مند بے شمار تھے جن میں سے آپ کے نامور خلیفہ حضرت سید بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے حالات بیان کئے جاتے ہیں۔

حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا اصل نام سید محمد عبداللہ شاہ عرف و تخلص بلھے شاہ تھا۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید سخی درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ تھا۔ آپ کے اجداد سادات گیلانیاں اوچ سے وابستہ تھے۔ ان کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے واصل ہوتا ہے۔

اس بات کا علم نہیں ہو سکا کہ آپ کے مورث اعلیٰ اوچ گیلانیاں میں کب تشریف لائے مگر آپ کے والد ماجد سید درویش محمد سخی تعلیم اور درس و تدریس کے سلسلہ میں اپنے وطن مالوف کو چھوڑ کر ضلع ساہیوال کے ایک گاؤں ملک وال میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ آج کل یہ گاؤں نزد کاہنہ نو ضلع لاہور میں واقع بیان کیا جاتا ہے۔

تذکرہ طریق الاصفیاء مرتبہ سراجدین قادری شطاری کے ص ۷۶-۷۷ کے مطالعہ اور سلیم التواریخ کے مطالعہ سے یہ علم ہوتا ہے ——— "کہ حضرت بلھے شاہ کی پیدائش اوچ گیلانیاں میں ہوئی جب ملک وال تشریف لائے تو اس وقت آپ کی عمر چھ سال کے لگ بھگ تھی۔ آپ کی جائے پیدائش عوام میں گاؤں "پانڈوکی" مشہور ہے"۔

آپ کی جائے پیدائش اور سنہ ولادت میں تذکرہ نگاروں میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ رام سنگھ درویش مصنف سات ستارے ص ۶۵ پر لکھتا ہے ——— "لاہور سے جانب جنوب تیس میل کے فاصلے پر ایک بستی "پانڈوکی" نہرباری دو آب کے کنارے ہے یہاں بخاری سادات کے اعلیٰ خاندان میں ۱۱۴۸ھ کے لگ بھگ بلھے شاہ نے جنم لیا" ——— یہ سنہ اور جائے پیدائش صحیح نہیں اس لئے کہ ان کے مرشد

حضرت شاہ عنایت قادری رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۱۴۷ھ یا بعد میں وفات پائی کیونکہ آپ اپنے مرشد کے وصال کے بعد کئی برس تک بقید حیات رہے۔ آپ کے اجداد سادات گیلانیاں سے وابستہ تھے نہ کہ سادات بخاری سے۔

مولانا بخش کشتہ نے اپنی تالیف پنجابی شاعراں دا تذکرہ میں آپ کا سن ولادت ۱۶۸۰ء اور جائے پیدائش ساکن "پانڈوکی" بیان کی ہے۔ عبدالغفور قریشی نے پنجابی زبان دا ادب تے تاریخ" آپ کی پیدائش ۱۶۸۰ء لکھی ہے" تذکرہ حضرت شاہ عنایت قادری رحمتہ اللہ علیہ میں ص ۸۱ پر تحریر ہے ——— "یہ عظیم صوفی اور پنجابی زبان کا مشہور شاعر اورنگ زیب عالمگیر کے دور حکومت ۱۰۷۰ھ/۱۶۵۹ء تا ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء میں پیدا ہوئے" ——— تمام تذکرہ نگاروں نے حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو قصوری لکھا ہے۔ حتیٰ کہ آپ کے کلام کے تمام مطبوعہ نسخوں میں آپ کو قصوری لکھا گیا ہے۔

درحقیقت آپ کا اصل وطن اوچ گیلانیاں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام میں بہلول پوری اور ملتانی زبان کا رنگ جھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس ثبوت میں حضرت بلھے شاہ کا ایک شعر بھی پیش کیا جاتا ہے۔

اسیں اوچی ساڈی ذات اچیری
اسیں وچ اچ دے وسنے ہاں
عقل ہٹی تے رمز پچھائی
اسیں مڑ مڑ تینوں دسنے ہاں

ایک اور شعر میں آپ اپنی سید برادری کو خطاب کرتے ہیں جو اچ میں رہائش پذیر ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔

تمیں وچ اچ دے اچے او   اسیں وچ قصور قصوری آں
شاہ عنایتؔ دی باغ بہاراں   اسیں اوہدے وچہ لسوڑی آں

آپ کا مطلب یہ ہے کہ تم اوچ میں سربلند ہو تو رہو ہم قصور میں قصوری ہیں اور شاہ عنایت رحمتہ اللہ علیہ کے باغ و بہار میں ہماری حیثیت "لسوڑی" کے درخت کی طرح ہے۔ لفظ قصوری کے دو معنی میں ایک تو یہ کہ قصور شہر کا رہنے والا۔ دوسرا یہ کہ مجھ کو اپنی کمی کا اعتراف ہے مذکورہ بحث کا حاصل یہ ہے کہ قصور کو آپ کا ثانوی وطن کہا جا سکتا ہے۔ بیان کرتے ہیں "پانڈو اور سدھار قوم رنگڑ بھٹی دو بھائی تھے۔ دونوں نے اپنے اپنے نام پر الگ الگ گاؤں آباد کئے۔ ایک گاؤں کا نام پانڈو کے مشہور ہوا اور دوسرے کا نام "سدھار" پڑ گیا۔ ایک دن پانڈو بھٹی ملک وال کے قریب گاؤں تلونڈی میں اپنے رشتہ داروں سے ملنے آیا۔ رشتہ داروں نے پانڈو بھٹی سے اس کے گاؤں کی زمین فصلیں اور آبادی کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے جواب دیا کہ وہاں کی زمین زرخیز ہے۔ لوگ اچھے ہیں گاؤں میں بڑی رونق ہے۔ ایک کشادہ مسجد تعمیر کرلی ہے۔ لیکن ہمیں کوئی عالم نہیں ملتا جو امامت کے ساتھ ساتھ درس و تدریس بھی جاری کر کے مسجد کو آباد سکے۔ رشتہ داروں نے مشورہ دیا کہ قریب کے گاؤں ملک وال میں ایک سید صاحب اوچ گیلانیاں۔

تشریف لائے ہوئے ہیں بڑے عالم اور فاضل ہیں اگر وہ راضی ہو جائیں تو آپ کی مسجد میں دینی رونق ہو جائے گی۔

چند لوگ آپ کے والد محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پانڈوکی میں منتقل ہونے کی درخواست کی جس پر آپ کے والد محترم اپنے بال بچوں سمیت ملک وال سے پانڈوکی میں چلے آئے۔ مسجد کے امام مقرر ہوئے۔ غالب خیال یہی ہے کہ حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے پائی اور مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ قصور تشریف لے گئے۔ قصور میں اس زمانہ میں پٹھانوں کی راجدھانی تھی اور علوم کا ایک اہم مرکز تھا جس کو بہت مقبولیت اور شہرت حاصل تھی۔ جامع مسجد کوٹ قصور کے خطیب مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمتہ اللہ علیہ کے درس کا بڑا چرچا تھا۔ تذکرہ حضرت شاہ عنایت قادری رحمتہ اللہ علیہ کے ص ۸۲ پر درج ہے ——— "حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ مروجہ علوم حاصل کرنے کے لئے حضرت مولانا حافظ غلام مرتضیٰ رحمتہ اللہ علیہ کے درس میں شامل ہو گئے اور علوم ظاہری میں دسترس حاصل کی۔ لکھنے پڑھنے کے ساتھ ساتھ آپ مویشی چرانے کا کام بھی انجام دیتے تھے علوم ظاہری سے فراغت پانے کے بعد علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے"۔

صوفی اکبر علی صاحب سلیم التواریخ میں بیان کرتے ہیں ——— "بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن شریف پڑھ لینے کے بعد فارسی کی درسی کتابیں پڑھ کر فقہ اور تفسیر پر توجہ کی۔ قدوری، کنز ہدایہ تک پڑھتے دیکھے گئے"۔

کتب حدیث، فقہ اور آیات قرآنی کے جو حوالے آپ کے کلام میں کئی جگہ پائے جاتے ہیں اسی تعلیمی دور کا اثر تھا۔

حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ پر جذب کی سی کیفیت طاری رہتی تھی کبھی بے چین ہو جاتے کبھی تڑپتے۔ دن اور رات سوز و گداز میں بسر کرتے۔ طبیعت پر ایک جنون غالب تھا۔ بیان کرتے ہیں کہ منہ سے منصور والا کلمہ نکل گیا۔ بعض لوگ پکڑ کر آپ کو دربار فاضلیہ کے مرد عارف شیخ محمد فاضل الدین کی خدمت میں لے آئے۔ آپ حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی مرض کو بھانپ گئے اور فرمایا کہ ان کو شاہ عنایت قادری رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں لے جائیں وہاں جا کر کامل بن جائے گا۔ ان دنوں حضرت شاہ عنایت قادری رحمتہ اللہ علیہ دنیائے تصوف میں بڑا نام اور بلند مقام رکھتے تھے اور وجودی فکر کے سبب برصغیر میں اپنے معاصرین اور صوفیہ اولیائے کرام میں بھی ممتاز تھے۔ قصور میں رہتے تھے لیکن قصور کے حاکم کے ساتھ ان بن ہونے کے باعث قصور کو چھوڑ کر لاہور میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔

تذکرہ حضرت شاہ عنایت قادری رحمتہ اللہ علیہ کے ص ۸۳ پر درج ہے "حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ ارادت میں جگہ پانے کی آرزو پیش کی اور سر الٰہی سے رہنمائی کی استدعا کی۔ آپ نے فرمایا

قبر مبارک حضرت جنید قریشی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک حضرت احمد خان لاشاری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت بابا امام شاہ بخاری
مزار اقدس حضرت بابا امام شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بیرونی منظر مزار مبارک حضرت بھیے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

اندرونی منظر مزار مبارک حضرت بابا بھیے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

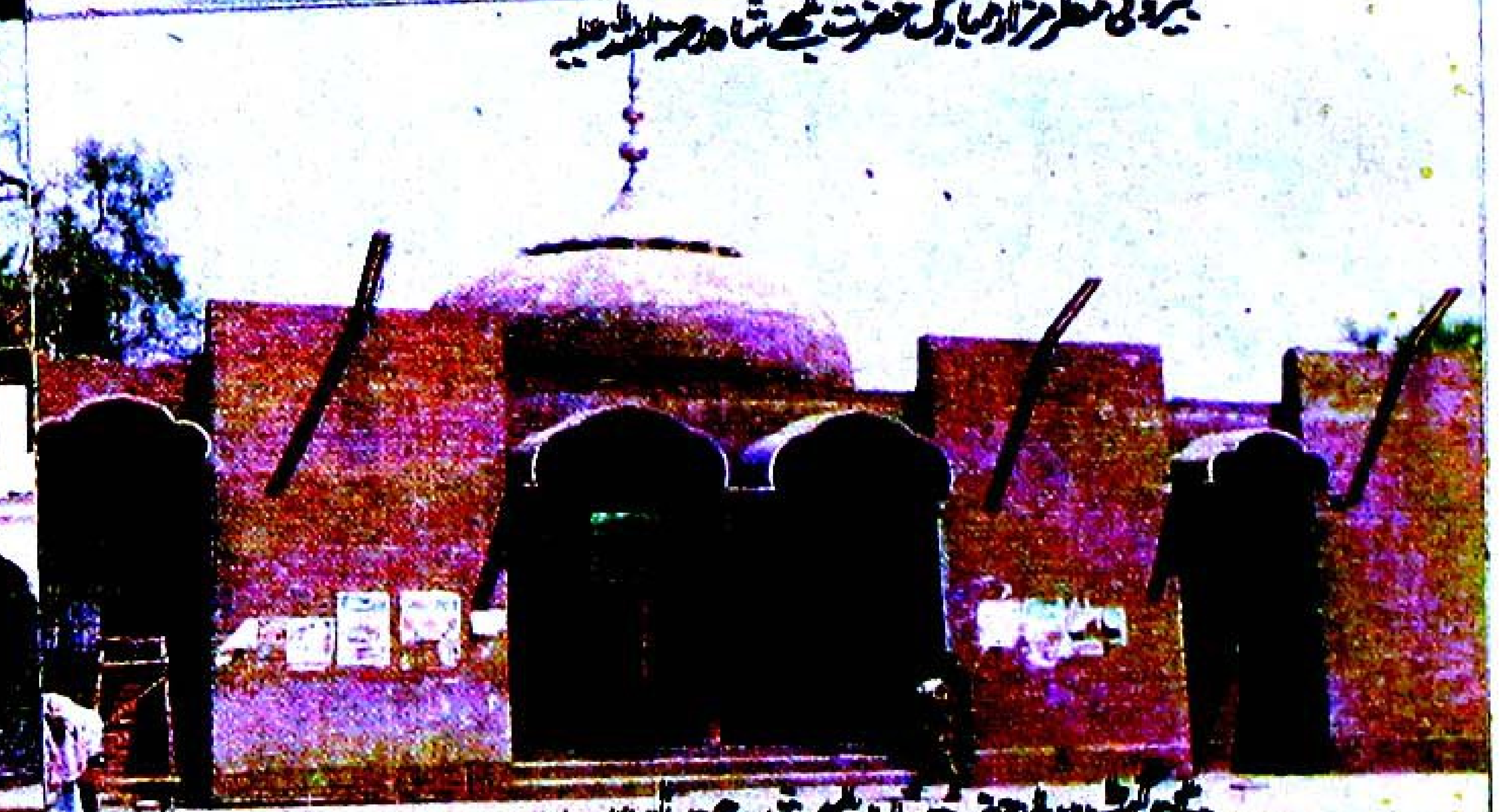

مین گیٹ دربار حضرت بابا بھیے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

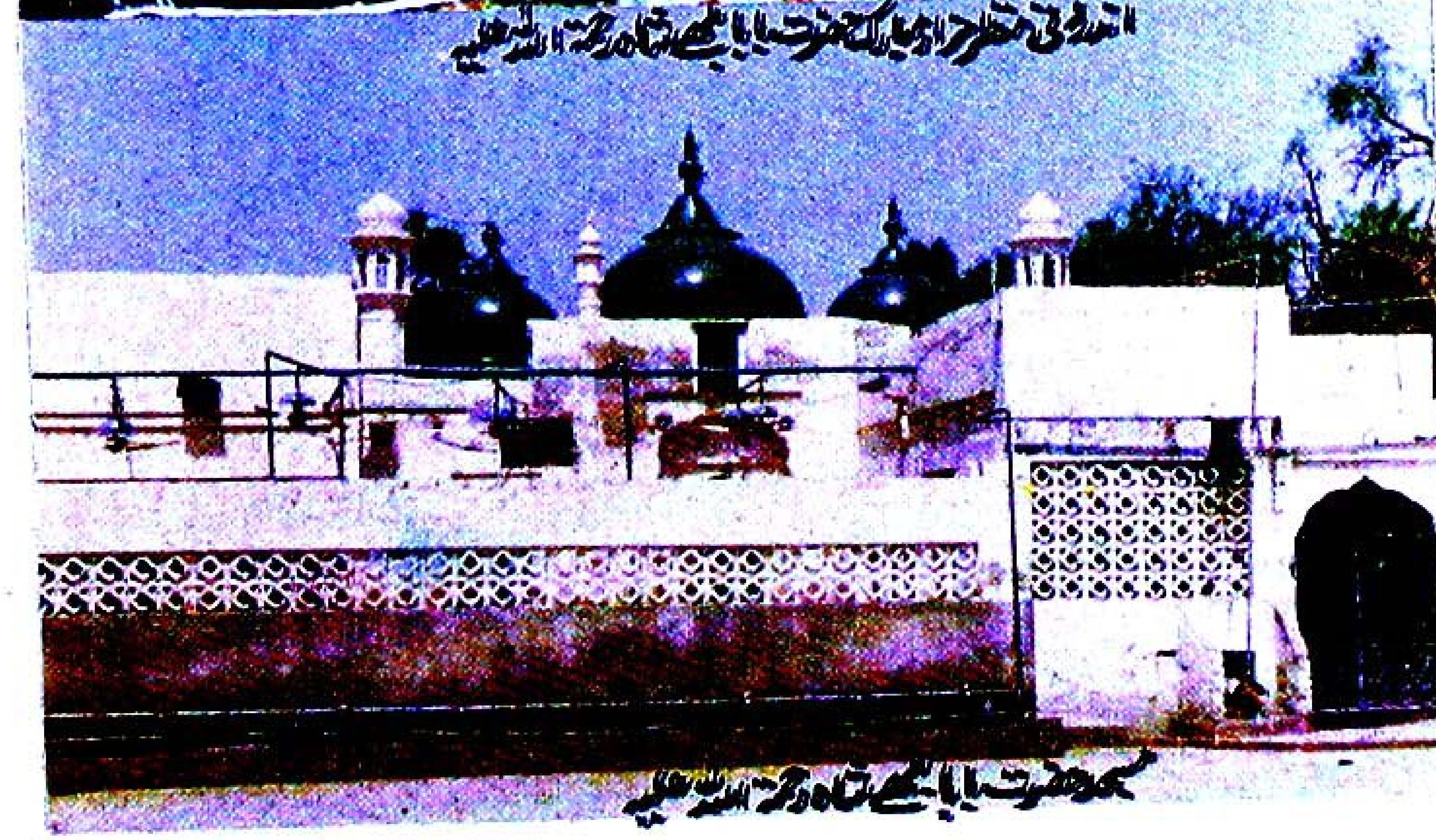

مسجد حضرت بابا بھیے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

بلھیا رب دا کیہ پاونا ں ایدھروں پٹنا اودھر لاونا ں

ان مختصر الفاظ میں آپ نے ساری کائنات کا راز بتا دیا جس نے حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے من میں آگ لگا دی۔ خودی کی تاریکی دور ہوئی۔ اسی وقت قدموں میں گر پڑے اور دامن پکڑ لیا۔ حضرت شاہ عنایت قادری رحمتہ اللہ علیہ نے سینے سے لگا کر دولت ولایت سے اونچی مسجد بھاٹی دروازہ میں سرفراز فرمایا۔

حضرت بلھے شاہ اس واردات قلبی کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

بلھے شاہ دی سنو حکایت
ہادی پکڑیا ہوئی ہدایت
میرا مرشد شاہ عنایت
نہ تیرا اے نہ میرا اے
جگ فانی جھگڑا جھیڑا اے
بنا مرشد رہبر کیہڑا اے
پڑھ "فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ"
(سورۃ البقرہ کی آیت ۱۵۲ کا ابتدائی حصہ)

مرشد نے حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو قصور جانے کی ہدایت فرمائی۔ مرشد کے آپ کو قصور بھیجنے میں بہت سی مصلحتیں مد نظر تھیں۔ قصور کے لوگ بے دین و عیاش اور سرکش قسم کے تھے۔ درویش کے قائل نہ تھے۔ قصور بد اعتدالی اور لاقانونیت کا مرکز بن چکا تھا۔ وہاں کے لوگ ظالم اور کسی سائل کو صدقہ و خیرات تک نہ دیتے تھے۔ ان کی اصلاح ضروری تھی۔ اس کے علاوہ مقامات سلوک طے کرانا چاہتے تھے جو ہجر اور فراق کی وجہ سے طے ہوتے ہیں۔ آپ اپنے مرشد کے سچے عاشق اور جان نثار تھے۔ تھوڑی دیر کی بھی جدائی منظور نہ تھی۔ آخر آپ اپنی ہمشیرہ کو ساتھ لے کر قصور روانہ ہو گئے۔ آپ کی دو بہنیں اور والدین "پانڈوکے" میں انتقال پا گئے۔ آپ کی صرف بڑی ہمشیرہ تھی جن کو ساتھ لے کر آپ قصور میں تشریف لے آئے۔

حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ یوں اظہار کرتے ہیں۔

لوکاں وچ قصور ہوندا آساں وچ قصوراں وسدے

حضرت بلھے شاہ مزید بیان کرتے ہیں۔

بلھیا قصور بے دستور اوتھے جانا پینا ضرور
نہ کوئی پن نہ دان ہے نہ کوئی لاگ دستور

حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے ساری زندگی زہد اور تقویٰ میں بسر کی انہوں نے عمر بھر شادی نہیں کی اس طرح آپ کی ہمشیرہ محترمہ نے بھی شادی نہیں کی۔ بلکہ تمام عمر آپ کے ساتھ رہیں۔ آپ کی

ایک کافی کے مطلع سے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا کوئی بھائی بھی تھا جس کی شادی تو ہوئی تھی مگر اولاد نہیں ہوئی وہ مطلع یہ ہے۔

"بلھے نوں مناون آئیاں بھیناں تے بھرجائیاں"

یہاں "بھرجائیاں" کا لفظ بھیناں کی مناسبت اور شعر کی ضرورت سے بصورت جمع استعمال کیا گیا ہے۔ یہ نہ خیال کیا جائے کہ آپ کی "بھرجائیاں" ایک سے زائد تھیں یا یہ کہ آپ کے بھائی کی دو بیویاں تھیں۔ آپ کا معمول تھا کہ جب عبادت سے فارغ ہوتے اپنے حجرے میں آکر قیام کرتے۔ عقیدت مند لوگ بھی حاضر ہو جاتے۔ آپ تبلیغ و ہدایت سے لوگوں کے دلوں کو نوازتے رہتے تھے۔ آپ "فنافی الشیخ" کے مقام میں ہروقت بے خود رہتے تھے۔ چنانچہ ایک مقام پر مرشد کے عشق میں بے خود ہو کر ان کو "ٹھگ لاہور" کہہ جاتے ہیں۔

دے دیدار ہویا جد راہی اچن چیت پئی گل پھاہی
ڈاڈھی کیتی بے پرواہی میں نوں مل گیا ٹھگ لاہور

عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ جب حضرت بلھےؒ شاہ نے شاعری کا آغاز کیا مرشد کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے اس فعل کو پسند نہ فرمایا بلکہ ناراضگی کا اظہار کیا مگر جب انہوں نے آپ کے اشعار سنے، تو ان کی غلط فہمی دور ہو گئی اور حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی علمیت و قابلیت کی تعریف کے بغیر نہ رہ سکے۔ جب مرشد نے شاگرد کی کافیوں میں علم و معرفت اور حکمت کی باتیں دیکھیں تو انہیں اس فن کی اجازت دے دی۔ مرشد کی اس حوصلہ افزائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نے سینکڑوں اشعار کہہ ڈالے۔ ان اشعار کی طفیل آپ کو لافانی شہرت نصیب ہوئی۔

آپ کے کلام کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے تعلیم یافتہ طبقہ بھی لطف اندوز ہوتا ہے اور ناخواندہ بھی۔ آپ کے اشعار میں حقیقت سچائی اور خوب صورتی جابجا عیاں ہے۔ آج بھی عورتیں گھروں میں کسان کھیتوں میں بچے گلیوں کوچوں میں صوفیہ خانقاہوں میں حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے کلام کو پڑھتے اور سر دھنتے ہیں۔

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات اور ملفوظات کے مجموعہ "نافع السالکین" کے ص ۳۳۴ پر لکھا ہے ——— "حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ نے مسئلہ وحدت الوجود کو صوفیہ کی اصطلاحات کے پردہ میں بیان کیا ہے۔ اصطلاحات صوفیائے کے جانے بغیر حافظ کا کلام سمجھ میں نہیں آسکتا۔ نیز فرمایا کہ بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ (بلا شاہ) شمشیر برہنہ کی مانند ہیں کہ انہوں نے مسئلہ وحدت الوجود کو بے پردہ بیان کیا ہے۔ دوسرے عارفین نے مسئلہ مذکور کو عربی یا فارسی زبان میں بیان کیا ہے لیکن بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ (بلا شاہ) نے ہندی میں بیان کیا ہے" ——— ہندی سے آپ کی مراد پنجاب کے عوام کی زبان ہے۔

آپ کی شاعری میں پیار محبت، امن رواداری اور اطاعت کا پیغام ملتا ہے۔ آپ کے کلام میں سوچ، رس، سوز اور تڑپ۔ لطافت سادگی اور پاکیزگی پائی جاتی ہے۔ آپ کا کلام معرفت، حکمت، دانائی، عبرت اور حقائق سے بھی خالی نہیں۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ (کوٹ مٹھن شریف) کے ارشادات اور ملفوظات کا مجموعہ جو "ارشادات فریدی" کے نام سے طبع ہو چکا ہے اس کی جلد دوم کے ص ۷۵ پر لکھا ہوا ہے۔ "حضرت اکثر اوقات چاچڑاں شریف میں عرس کے موقعہ پر قوالوں سے کافی حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی فرمائش کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ قوالوں نے کافی "اوس پڑ تالی نچنا ہوں مینوں جس گت یار نچایا ہے" شروع کی تو حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ وجد میں آگئے بہت زیادہ رقص و وجد فرمایا اور آپ کی ذات بابرکات سے کمال جوش و خروش ظہور میں آیا"۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے اپنی مشہور کتاب خزینۃ الاصفیاء میں آپ کی تاریخ وفات ۱۱۷۱ھ مطابق ۱۷۵۷ء لکھی ہوئی ہے۔ اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی کے پرنسپل خان بہادر ڈاکٹر محمد شفیع نے اپنے تحقیقی مقالہ میں جو انہوں نے پنجاب یونیورسٹی کے اجلاس منعقدہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۹ء میں پڑھا۔ اس کی رو سے ۱۱۸۱ھ میں حضرت بلھے شاہ کے بقید حیات ہونے کا ثبوت ایک اجازت نامہ کا حوالہ دے کر مہیا کیا جو آپ نے حافظ خان محمد کے حق میں تحریر کیا اور اس پر اپنی مہر ثبت کی۔ مہر کا نقش حسب ذیل ہے۔

۱۱۸۱ ہجری قادری

بلھا شاہ

متذکرہ بیان کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی وفات ۱۱۸۱ھ میں یا بعد میں ہوئی ہو گی۔

آپ کا مزار مبارک شہر قصور ریلوے روڈ پر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ آپ کا عرس ہر سال شمسی ماہ بھادوں میں جو چاند نظر آئے اس کی ۱۱، ۱۲ تاریخ کو قصور میں منعقد ہوتا ہے۔ کبھی کبھی اس تاریخ میں تقدیم و تاخیر بھی ہو جاتی ہے۔ عرس سے چند روز قبل دربار کے قرب و جوار میں دکانیں لگنا شروع ہو جاتی ہیں۔ لوگوں کے ہجوم سے سڑکیں پر رونق ہو جاتی ہیں۔ ذکر و سماع کی مجالس منعقد ہوتی ہیں۔

مزار پر بے شمار محبت کے چراغ روشن ہوتے ہیں اور ہر جگہ نورانی دکھائی دیتی ہے۔ قوال آپ کی کافیوں کو گاتے ہوئے انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ملک بھر کے مشہور قوال حاضری دیتے ہیں اور اپنے اپنے فن کے جوہر دکھاتے ہیں۔

حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ عابد و زاہد تھے اور صاحب جذب، سکر، عشق و محبت وجد و سماع تھے۔ توحید میں بلند مرتبہ کلام اور شاندار تقریریں کرتے تھے۔ ان کے پنجابی اشعار معارف و توحید سے پر ہیں۔

آپ کا مزار مبارک بڑے کمرے کے اندر ہے۔ مزار مبارک میں داخل ہونے کے لئے جانب جنوب ڈیوڑھی سے گزر کر داخل ہوتے ہیں۔ کمرے کے اندر ایک ہی قبر ہے جو حضرت بابا بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ

کی ہے۔ مزار مبارک کے اندر بابا بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے اشعار کے کتبات آویزاں ہیں۔ درگاہ کے احاطہ میں چاروں طرف ون کے درخت ہیں جو قدیم معلوم ہوتے ہیں۔ مزار مبارک کے جنوبی جانب تین گنبد والی قدیم مسجد ہے۔ درگاہ کے احاطہ اور صحن کافی وسیع ہے۔ درگاہ کے مغربی جانب بہت بڑا قبرستان ہے جس میں بابالاٹ شاہ کا مزار کمرہ میں ہے۔ مزار مبارک کے مغربی جانب جعفر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار ہے جو آپ کے دوست تھے۔

حضرت شیخ بابا بگو شاہ قادری نوشاہی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا مزار اقدس مین بازار لاہوری گیٹ قصور میں مرجع خلائق ہے۔ مزار مبارک میں داخل ہونے والے دروازہ کے اوپر عبادت درج ہے:

یااللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یامحمد

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ

دربار عالیہ حضرت شیخ بابا بگو شاہ قادری نوشاہی رحمتہ اللہ علیہ

عقیدت مند شیخ محمد حفیظ عالم اینڈ برادرز صدر انجمن

تاجران کریانہ قصور چیئرمین امور مذہبیہ کمیٹی دربار بگو شاہ

مرزا مبارک کے جناب شمال کی طرف ۳۰ میٹر کے فاصلے پر خوب صورت سنگ مرمر کی جدید طرز کی شاندار مسجد حضرت بابا بگو شاہ قادری نوشاہی کے نام پر تعمیر کردہ ہے۔

حضرت پیر پرند رحمتہ اللہ علیہ

پرانی ریلوے لائن کے پاس حضرت پیر بولنا ر رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے جنوب شمال تقریباً ۹۰ میٹر کے فاصلے پر دو چوکھنڈیاں سفید چار چار میناروں پر مشتمل ہیں۔ ایک چوکھنڈی میں تین قبر ہیں۔ ایک قبر دیوار کے ساتھ حضرت پیر پرند رحمتہ اللہ علیہ کی مرجع خلائق ہے۔ چوکھنڈی پیر پرند رحمتہ اللہ علیہ کے پہلو میں دوسری چوکھنڈی ہے جس میں دو قبور ہیں۔ چوکھنڈی کے جانب شمال کچھ فاصلے پر ایک چبوترے پر ایک نامعلوم قبر ہے۔ قصور کے لوگوں میں یہ جگہ پنج پیر کے نام سے مشہور ہے۔ چوکھنڈی کے ارد گرد کھیت ہیں۔ "اولیائے قصور" میں تحریر ہے ——— "ایک چوکھنڈی میں دیوار کے ساتھ حضرت پیر پرند رحمتہ اللہ علیہ کا مزار ہے"۔

حضرت سید بابا چراغ شاہ ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا مزار مبارک قبرستان بستی چراغ شاہ میں ایک پختہ کمرے کے اندر مرجع خلائق ہے۔ بستی چراغ شاہ آپ کے نام پر مشہور ہے۔
کمرے میں تین قبور ہیں۔ ایک قبر حضرت بابا چراغ شاہ المتوفی ۱۳۰۵ھ کی دوسری قبر آپ کے صاحبزادے بابا ولایت شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی اور تیسری قبر آپ کے پوتے بابا جلال شاہ المتوفی ۱۹۴۲ء کی ہے۔ مزار مبارک کے اردگرد آپ کے خاندان کی قبور ہیں۔
شریف التواریخ جلد سوم حصہ بارھواں ص ۶۲ پر تحریر ہے ـــــ "مولانا سید حافظ محمد شاہ ہمدانی خیرپوری کے عم زاد بھائی سید چراغ شاہ ولد سید کامل شاہ بن سید زاہد شاہ جو قصور میں مقیم تھے' آپ کو ایک مرتبہ خط لکھا کہ یہاں برادری کے لوگ مجھ کو تنگ کرتے ہیں آپ میری مدد کے لئے تشریف لائیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے لئے آپ قصور آگئے اور اپنے بھائی کی کافی امداد کی۔ آخر پھر اپنے وطن خیرپور کو چلے گئے"۔
حضرت بابا چراغ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے جانب مشرق جنوب میں ۳۰ میٹر کے فاصلے پر حضرت خواجہ خدا بخش چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی قبر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

حضرت مولانا مولوی چراغ شاہ رحمتہ اللہ علیہ

آپ مرید و خلیفہ حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ نقشبندی قلعہ والے لاہور کے تھے۔ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ آپ کا دربار موضع رکھاں والہ ضلع قصور میں مرجع خلائق ہے۔
حضرت مولانا مولوی چراغ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا مقبرہ حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کے نمونے پر نہایت عالی شان گنبد کی صورت میں ہے مقبرہ کے اندر اور باہر خوبصورت نقاشی کا کام کروایا گیا ہے۔
سال میں دو مرتبہ عرس ہوتا ہے۔ ماہ جیٹھ کا پہلا جمعہ اور ماہ کاتک کا پہلا جمعہ۔

حضرت سید حمید گل شاہ نقشبندی سواتی قصوری رحمتہ اللہ علیہ

آپ کی پیدائش ۱۲ جنوری ۱۸۹۰ء بروز اتوار بمقام ڈھیری جولوگرام نزد مالاکنڈ ضلع مردان میں ہوئی۔ والد گرامی کا اسم مبارک سید گلاب شاہ سواتی رحمتہ اللہ علیہ تھا جن کا مزار اقدس ڈھیری جولوگرام میں مرجع خلائق ہے۔ آپ نے دینی تعلیم کے لئے سید المحدثین ابو محمد دیدار علی شاہ الوری رحمتہ اللہ علیہ کے حضور

زانوائے تلمذ تہ کیا اور حضرت پیر محمد ابراہیم ہاشمی نقشبندی مجددی پو نچھوی رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ خواجہ فقیر محمد چوراہی کے دست اقدس پر بیعت کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

نور اسلام (شرقپور شریف) کے اولیائے نقشبند نمبر ص ۱۳۸ پر درج ہے ——— "آپ کو حضرت پیر سید محمد شاہ نقشبندی سجادہ نشین چورہ شریف رحمتہ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے نوازا تھا اور حضرت خواجہ غلام نبی المعروف زلفاں والے رحمتہ اللہ علیہ نے بھی جب خلافت عطا فرمایا تھا۔ آپ آخری عمر میں شاہدرہ لاہور میں مقیم ہو گئے تھے۔ جہاں آپ کی روحانیت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا ارد گرد کے علاقوں میں آپ کے خدام و مریدین کا بہت وسیع سلسلہ بن گیا تھا اور لوگ شب و روز حاضر ہو کر آپ سے استفاضہ کرتے تھے۔

جب وقت وصال قریب آیا تو مریدین سے فرمایا کہ مجھے قصور لے چلو اور سب لوگ بھی قصور پہنچ جائیں۔ قصور تشریف لاتے ہی فرمایا کہ جس نے مجھے ملنا ہے آج رات ہی مل لے کیونکہ میں اپنے گھر جا رہا ہوں۔ چنانچہ سب لوگ جوق در جوق حاضر ہوتے رہے اور دیدار سے مشرف ہوتے رہے۔ اگلے دن آپ کا وصال ہو گیا"۔

آپ نے ۲۱ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ / ۱۸ نومبر ۱۹۵۴ء بروز جمعرات وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک بیرون کوٹ حلیم خاں قصور میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

آپ کے مزار پر ایک عظیم الشان گنبد تعمیر ہے۔ آپ شاہدرہ والے پیر کے نام سے مشہور ہیں۔ پیر سید حافظ محمد انور شاہ صاحب سجادہ نشین ہیں۔

حضرت درویش محمد مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

آپ سادات لاہور سے تعلق رکھتے تھے۔ لاہور شہر سے نکل کر قصور کے ایک گاؤں نظام پور میں چلے آئے اور مجذوب ہو گئے۔ بسا اوقات صحرا و بیابان میں بسر کرتے یا برہنہ گھومتے رہتے۔ ان کے بھائیوں نے کئی بار کوشش کی کہ انہیں گھر لایا جائے مگر وہ نہ مانتے ایک بار بیل گاڑی پر بٹھا لیا گیا۔ مگر بیل گاڑی اپنی جگہ سے ہل نہ سکی۔ آپ کو بیل گاڑی سے اتارا جاتا تو بیل گاڑی چل پڑتی۔ ایسا کئی بار ہوا کہ آپ کو سوار کرایا گیا تو بیل گاڑی ایک قدم نہ چل سکی۔ آخر کار تنگ آ کر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

ایک دفعہ لوگوں نے آپ سے پوچھا محمد خان پٹھان سفر پر گیا ہے، کب واپس آئے گا۔ فرمانے لگے وہ تو گھر کے اندر ہے۔ معلوم کیا گیا کہ وہ تو واقعی گھر آ چکا ہے۔

خزینۃ الاصفیاء کے اردو مترجم اقبال احمد فاروقی ص ۴۵۱ پر لکھتے ہیں ——— "ایک بار آپ کے ایک مخالف نے دل ہی میں چاہا کہ ان کے پیچھے سے ہو کر انہیں ایک لاٹھی مارے تاکہ وہ ہمیشہ کے لئے

129470

حضرت سید بابا چراغ شاہ ہمدانی

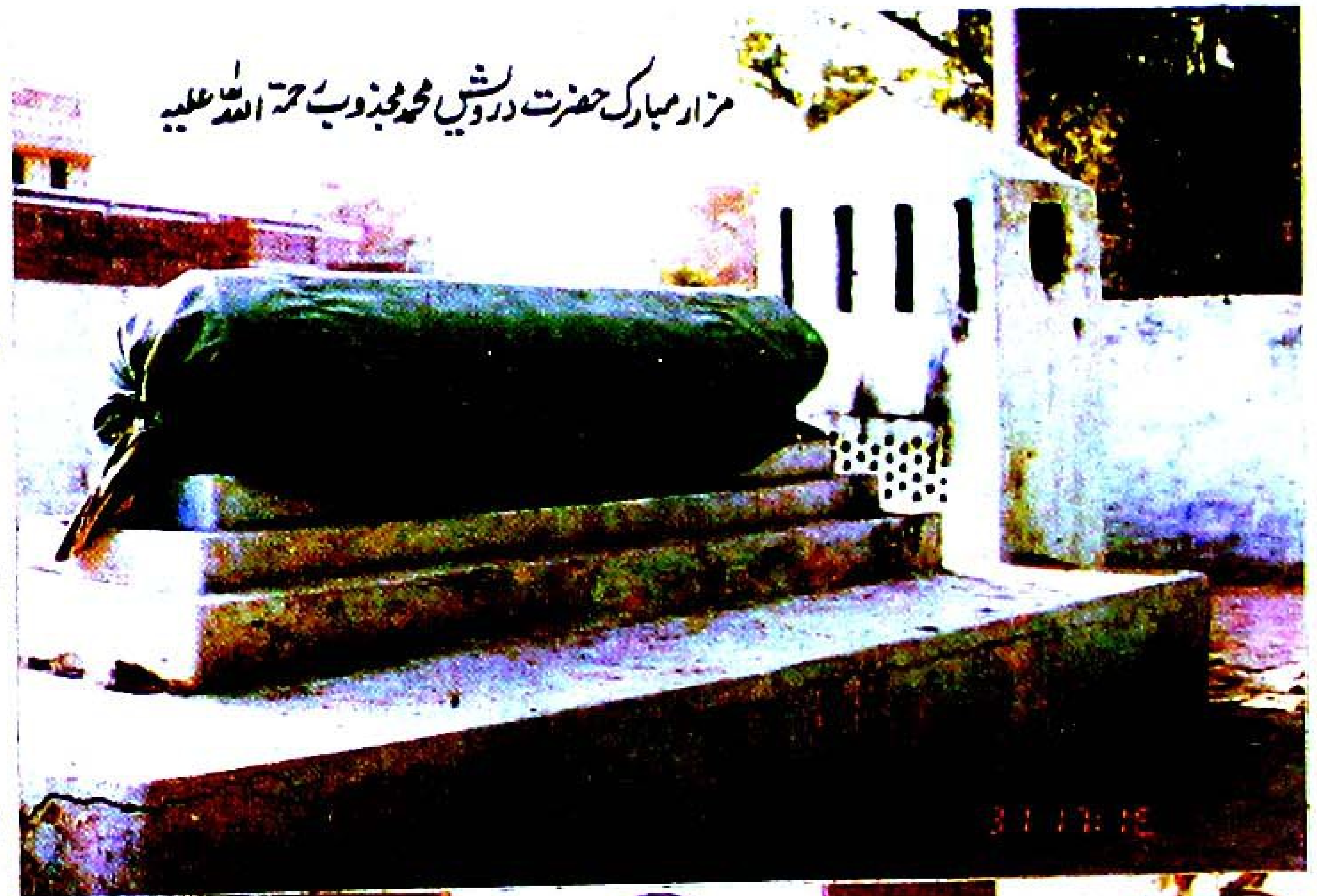
مزار مبارک حضرت درویش محمد مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

مزار مبارک حضرت محمد لطیف شاہ رحمۃ اللہ علیہ

مبارک حضرت پیر ڈھبا غازی رحمۃ اللہ علیہ

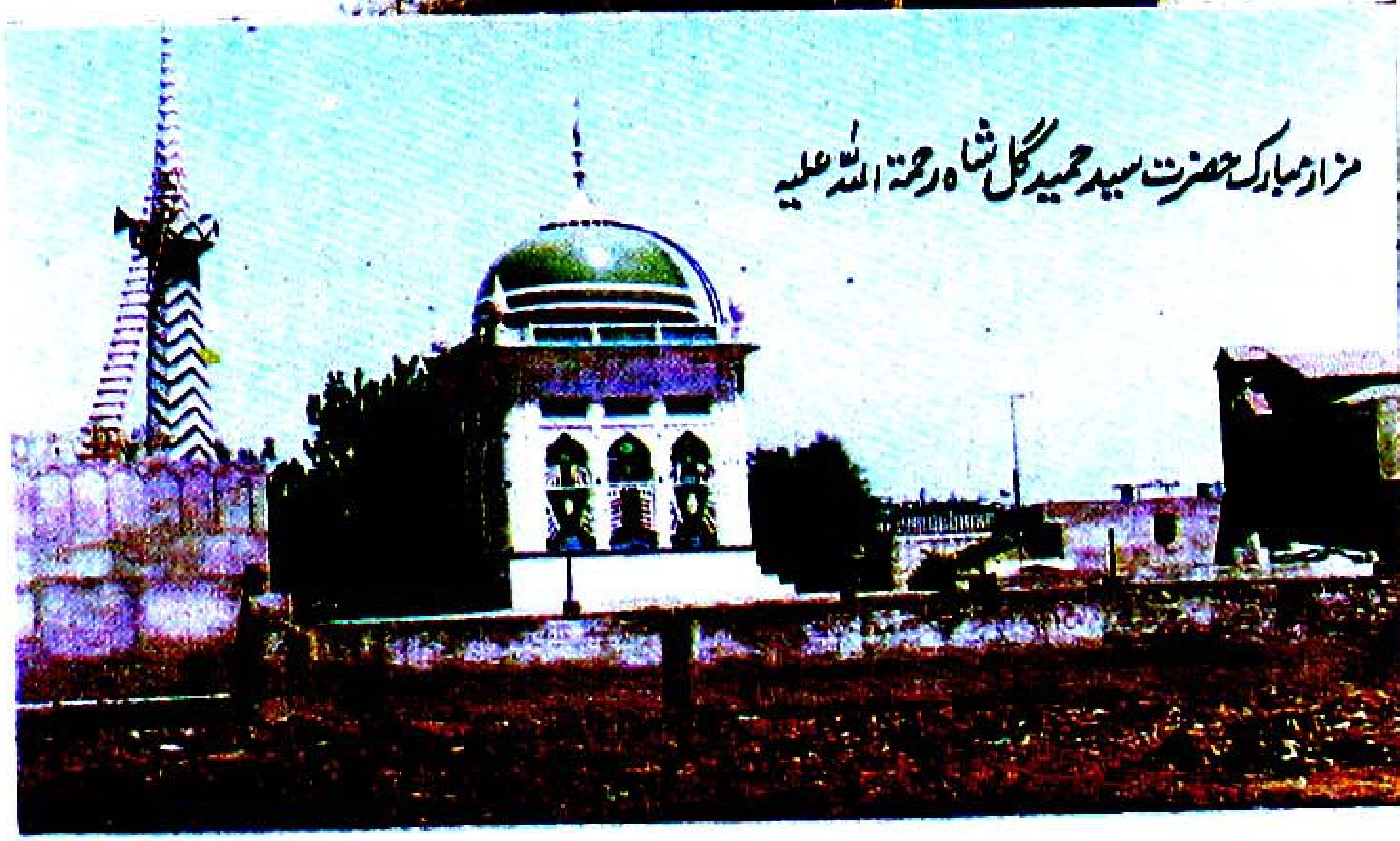
مزار مبارک حضرت سید حمید گل شاہ رحمۃ اللہ علیہ

وہشت زدہ ہو جائیں۔ اس نے لاٹھی ماری مگر وہ حیران رہ گیا کہ وہ لاٹھی ایک دیہاتی کے جا لگی۔ آپ کی صورت تبدیل ہو گئی تھی۔ مارنے والا بڑا شرمندہ ہوا کہ میں نے کسے مارا ہے چند قدم آگے بڑھے تو آپ پھر اپنی اصل صورت میں جا رہے تھے اور مارنے والے کو پھر تعجب ہوا کہ وہ درویش محمد ہی تھے"۔

گاؤں نظام پور شہر قصور سے ۴ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے آپ کا مزار مبارک نظام پور میں ایک چار دیواری میں مرجع خلائق ہے۔ چار دیواری میں تین قبور ہیں بڑی اور نمایاں قبر آپ کی ہے۔ مزار مبارک پر آپ کے نام کی کوئی تختی نہیں لگی ہوئی۔

آپ کے مزار مبارک سے جانب جنوب ۱۵ میٹر کے فاصلے پر حضرت بابا محمد لطیف شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ حضرت بابا محمد لطیف شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا گنبد نما مزار آبادی میں گھرا ہوا ہے۔ لوگ بیان کرتے ہیں ـــــ "بزرگوں کی وجہ سے اس علاقے میں کبھی چوری نہیں ہوئی"۔

حضرت پیر ڈھیا غازی رحمتہ اللہ علیہ

اولیائے قصور ص ۱۶۵ پر درج ہے ـــــ "آپ چوہان تھے قصور کے چوہان ان کی اولاد سے ہیں۔ گنبد والے باغ میں یہ قبر ہے۔ کہتے ہیں عہد شیر شاہ سوری میں مسلمان ہوئے۔ اس نے دو صد پچاس منصب دے کر فوج لکھی جنگل میں تعینات کیا۔ وہ قصور میں آئے اور مفسدان لکھی جنگل کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ بعض کہتے ہیں از موالی یعنی غلام شیر شاہ تھے"۔

آپ کا مزار مبارک نزدیک آفیسر کلب قصور میں ایک بڑے بڑ کے درخت کے نیچے برآمدہ نما کمرے میں چبوترے پر مرجع خلائق ہے۔ مزار مبارک کے غربی جانب چھوٹی سی مسجد ہے۔

کچہری روڈ گنبد والے باغ کے باہر ایک بورڈ آویزاں ہے جس پر یہ عبارت تحریر ہے:

دربار عالیہ حضرت بابا پیر ڈھیے شاہؒ

سالانہ عرس مبارک ساون کے تیسرے اتوار منایا جاتا ہے

حضرت حاجی سید شریف شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا مزار اقدس حضرت بابا بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے عقب میں ایک کمرے میں مرجع انام ہے۔ یہ محلہ حضرت حاجی شریف شاہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے مزار مبارک کے لوح پر یہ عبارت درج ہے:

مرشد حضرت پیر صفدر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

حضرت حاجی شاہ شریف سید قادری رحمتہ اللہ علیہ
تاریخ وفات ۱۱۸۳ھ

کمرے کے اندر ایک اور تختی لگی ہوئی ہے جس پر تعمیر کردہ سنہ مزار اقدس لکھا ہے:
یکم جنوری ۱۹۷۷ء

عرس ہر سال ۹ بھادوں کو ہوتا ہے۔
کمرے کے اندر مشرق جانب دو نامعلوم قبور ہیں۔

حضرت شاہ صدر دیوان رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا مزار اقدس لاہور قصور والی چونگی سے ا کلو میٹر جانب شمال کے فاصلے پر کوٹ صدر دیوان میں پختہ چار دیواری کے اندر چوکھنڈی میں مرجع خلائق ہے۔ چار دیواری کے چاروں کونوں پر چار چھوٹے برج نما مینار بنے ہوئے ہیں۔ ارد گرد چند قبور ہیں۔ عرس ۷ اپھاگن کو ہوتا ہے۔

مزار مبارک کے جانب مشرق چند میٹر کے فاصلے پر ایک چار دیواری میں مولانا مولوی سردار علی چشتی صابری قادری کی قبر ہے۔

مزار مبارک کی لوح پر عبارت کندہ ہے:

مولانا مولوی سردار علی چشتی صابری قادری
چھٹیانوالہ
تاریخ وفات ۷ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ
یکم اپریل ۱۹۷۴ء ۱۹ چیت ۲۰۳۰ بکری
بروز پیر
طالب دعا مرید: صوفی صغیر احمد صابری ساکن چھٹیانوالہ

چونگی لاہور قصور کے پاس ایک بورڈ آویزاں ہے جس پر آپ کا نام حضرت حیدر الدین المشہور شاہ صدر دیوان لکھا ہوا ہے۔

معارج الولایت' اخبار اولیاء و اولیائے قصور میں حضرت شاہ صدر دیوان رحمتہ اللہ علیہ کے نام کے کسی بزرگ کا ذکر نہیں ملتا۔ البتہ حضرت صدر الدین رحمتہ اللہ علیہ کا نام ضرور ملتا ہے۔ جو بایزید بتک زئی کے مرید و خلیفہ تھے۔

تذکرہ مشائخ قادریہ ص ۱۴۱ پر درج ہے —— "آپ حضرت بہلول قادری کے مرید اور شاہ حسین لاہوری کے پیر بھائی تھے۔ چلہ صدر دیوان اندرون چار دیواری حضرت مادھو لال حسین میں واقع ہے۔ اس

جگہ آپ کا چلہ اب بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ مزار قصور میں ہے۔"

حضرت شیخ علم الدین چونی وال رحمۃ اللہ علیہ

خزینۃ الاصفیاء کے مترجم جناب محمد ظہیرالدین بھٹی ص ۱۳۰ پر تحریر کرتے ہیں "آپ شیخ عبدالجلیل چوہڑ قطب العالم لاہوری کے عظیم خلیفہ ہیں۔ اعلیٰ درجات و مراتب پر فائز تھے۔ عشق و محبت اور جذب و شوق میں یگانہ آفاق تھے۔ جب مرید ہوئے تو آپ کی خدمت میں رہے ایک مرتبہ شیخ جا رہے تھے کہ اچانک ناپاک کیچڑ آپ کے لباس پر پڑ گیا۔ سید علم الدین نے فوراً شیخ کی چادر لی اسے صاف کر کے پانی سے دھویا۔ اس خدمت سے مرشد گرامی خوش ہوئے اور فرمایا ——— "سید علم الدین تو نے میرے لباس سے ظاہری نجاست دور کی۔ میں نے تیرے دل سے باطنی نجاست صاف کر دی۔

فی الحال علم الدین کا دل نور معرفت سے روشن ہو گیا۔ آپ درجات ولایت تک جا پہنچے اور اپنے زمانہ کے اولیاء میں ممتاز مقام پر فائز ہوئے۔

چونکہ سید علم الدین کو یہ دولت لازوال اپنے شیخ کا لباس دھونے سے حاصل ہوئی تھی اس لئے آپ ہمیشہ اپنے مرشد کے کپڑے دھوتے حتیٰ کہ آپ شیخ علم الدین گاذر مشہور ہو گئے۔ تکمیل اور خرقہ خلافت ملنے کے بعد جنڈیالہ گلستان تشریف لے گئے۔ آپ کے روضہ منورہ قصبہ چونی وال سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر واقع ہے"۔

اذکار قلندری میں درج ہے ——— "حضرت شیخ علم الدین رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیخ موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ شیخ نور قصور اور شیخ اتو باغبان جن کی اولاد فیض پور باغباناں میں ہے۔ دونوں شیخ علم الدین کے مرید تھے"۔

مناقب موسوی ص ۷۳ پر تحریر ہے ——— "بی بی ملکی زوجہ شیخ موسیٰ آہنگر قدس سرہ مستجاب الدعوات تھیں۔ جب بوڑھی ہوئیں تو دنیا کی زندگی سے دل برداشتہ ہو گئیں اور بہشت کی منتظر ہوئیں اور جسمانی زندگی سے تنگ آ گئیں اس وجہ سے بی بی صاحبہ کی طبیعت ملول رہنے لگی اور حضرت مخدوم علم الدین کھوکھر کو شرف فرزندی سے نوازا ہوا تھا۔ ایک روز شیخ موسیٰ قدس سرہ سے اجازت مانگی کہ اگر حکم ہو تو موضع چونی چلی جاؤں اس لئے کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے اور میری خاک اسی جگہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا جانا حکمت سے خالی نہیں ہے۔ آپ کے حکم سے پالکی میں سوار ہو کر چند خادموں کے ہمراہ موضع چونی میں علم الدین کے ہاں فروکش ہو گئیں۔ انہی دنوں آپ کو سخت تکلیف ہوئی اور چند روز بیمار رہ کر اس جہان فانی سے رحلت کر کے عالم باقی کو تشریف لے گئیں"۔ آپ کی قبر موضع چونی میں ہے۔ آپ نے ۹۹۶ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مقدس تحصیل چونیاں ضلع قصور میں مرجع انام ہے۔

آپ کا مزار مبارک ٹھینگ موڑ اور چونیاں سے ٦ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ آپ کے مزار مبارک پر سبز رنگ کا شاندار گنبد ہے۔ مزار اقدس کے اندر دو قبور ہیں۔ ایک قبر حضرت شیخ علم الدین رحمتہ اللہ علیہ کی اور دوسری حضرت سید رونق علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ حضرت شیخ علم الدین رحمتہ اللہ علیہ کی لوح مبارک پر حضرت شیخ علم الدین قادری لکھا ہوا ہے۔ آپ سلسلہ سہروردیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مزار مبارک کے اردگرد پختہ چار دیواری ہے جس میں ٨ قبور ہیں ساتھ مسجد بھی ہے۔

حضرت علم الدین رحمتہ اللہ علیہ کا سالانہ عرس ١١ ذوالحجہ کو اور سید رونق شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک ١٣ ہاڑ کو منایا جاتا ہے۔

مزار مبارک محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ سائیں اللہ دتہ صاحب سجادہ نشین ہیں۔ آپ کے سالانہ عرس کے موقع پر دھوبی قوم کے لوگ مزار پر بڑی تعداد میں حاضری دیتے ہیں۔

حضرت مخدوم علی بافندہ رحمتہ اللہ علیہ

اولیائے قصور ص ١٦٧ پر تحریر ہے ــــــ "مقتدایان روزگار و بزرگان ذوی الاقتدار سے تھا۔ کسب جولاہا کا کرتا تھا۔ جب جذبہ میں ہوتا عورتوں سے کہتا نلیاں مجھے پہنچاؤ۔ زنان قبیلہ نلیاں دیتیں وہ بنتا وہ عاجز ہو جاتیں مگر بس نہ کرتا۔ غلبہ سکر سے غش کرتا اور اسباب بافتن متفرق ہو جاتا گاہے آلات خود جاری ہو جاتے۔ آپ الگ بیٹھا رہتا۔ کہتے ہیں اکثر صلوٰۃ خمسہ کے وقت لوگ اسے مکہ مکرمہ میں دیکھتے تھے۔

ایک دن بننے میں وقت عصر آخر ہوا۔ ڈول پانی کے لئے کنوئیں میں ڈالا پر از نقود آیا۔ ہاتف نے کہا۔ طلب دنیا میں وقت تنگ کیا ان کو برتو اور نماز اول وقت (پڑھو) پھر بھی تغافل نہ کیا ــــــ "مدفن بھالہ قصور سے ایک فرسنگ مغرب کی طرف ہے"۔

آپ کا مزار مبارک گاؤں بھالہ قصور کے قبرستان میں گنبد کے اندر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ گنبد کے اندر تین قبور میں بڑی اور نمایاں قبر حضرت بابا مخدوم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ آپ کے قدموں کی طرف دو نامعلوم قبور ہیں۔ گنبد مبارک کی دیوار پر حضرت بابا مخدوم شاہ لکھا ہوا ہے۔

حضرت شیخ عبدالخالق خویشگی قصوری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ عبدالخالق خویشگی رحمتہ اللہ علیہ ایک عالی وحدت الوجودی اور سماع کے رسیا تھے۔ ان مسائل پر آپ علماء سے مناظرے بھی کرتے تھے۔ آپ کا مزار مبارک کھیم کرن روڈ نزد آفیسر کالونی قصور بستی عبدالخالق میں پختہ چار دیواری کے اندر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ پختہ چار دیواری کے

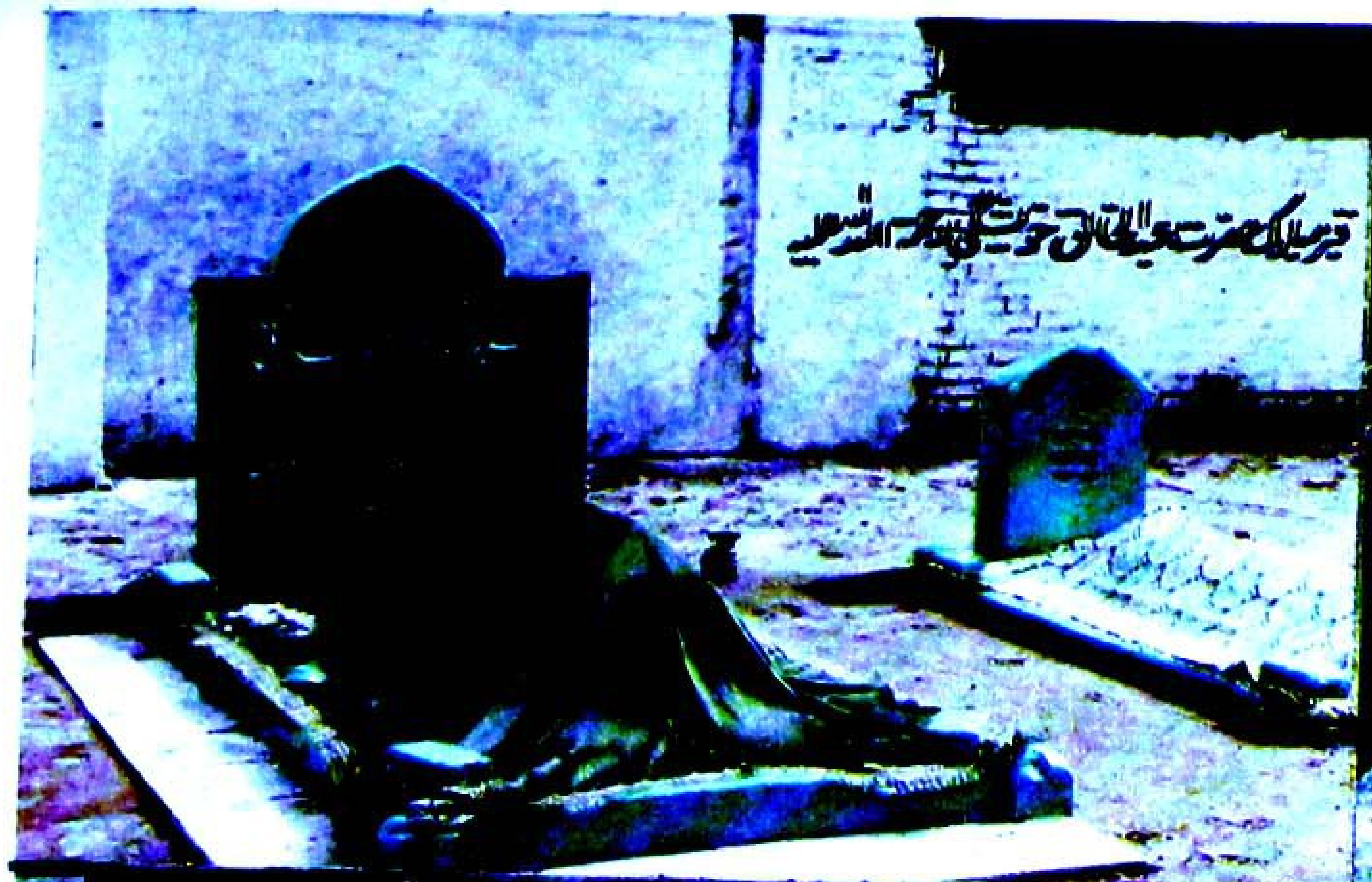
قبر مبارک حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

مزار مبارک حضرت مولانا

مزار مبارک حضرت حاجی سید شریف شاہ
قادری رحمۃ اللہ علیہ

مزار مبارک حضرت شاہ صدر دیوان رحمۃ اللہ علیہ

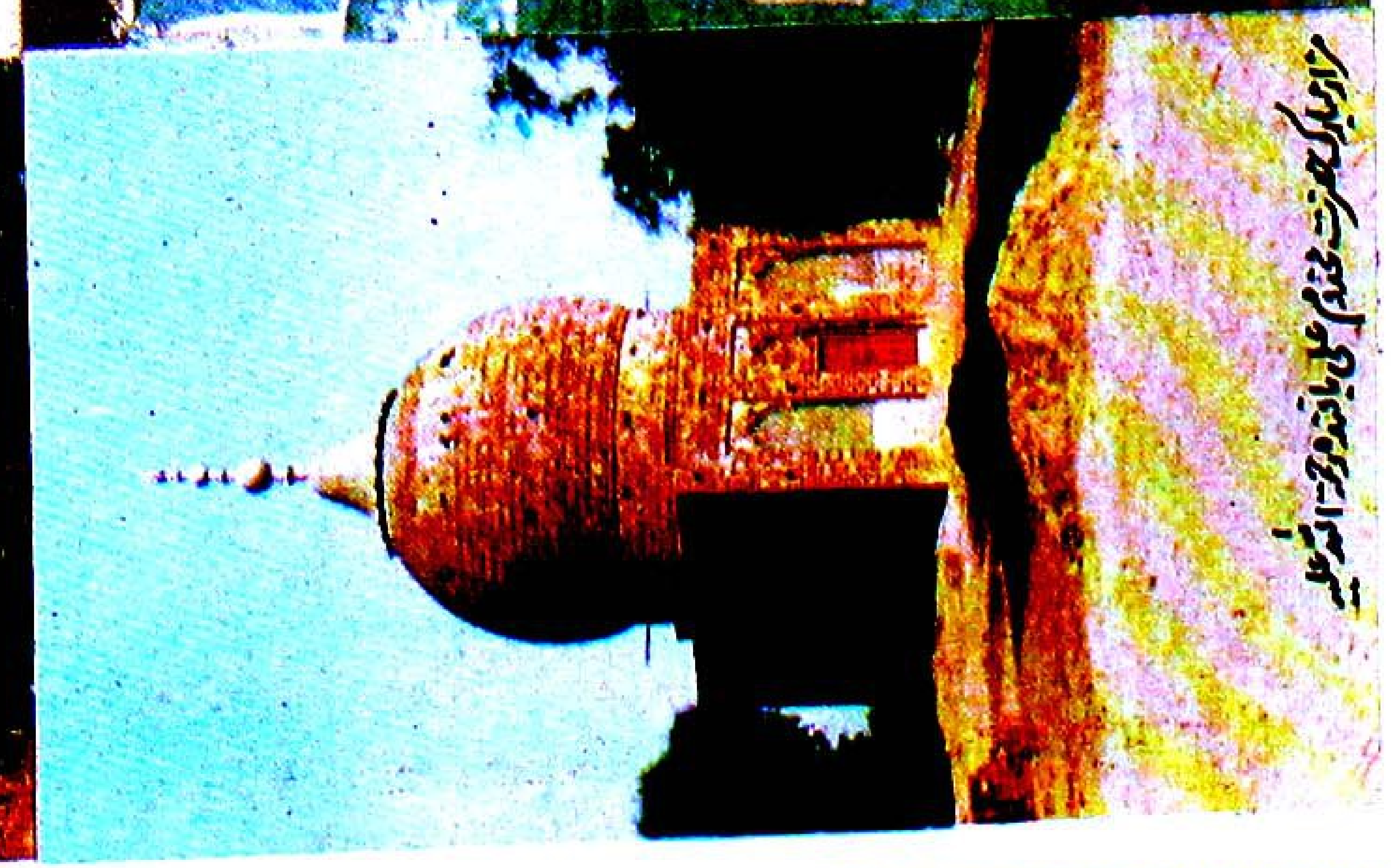

مزار مبارک حضرت مخدوم علی باتندو رحمۃ اللہ علیہ

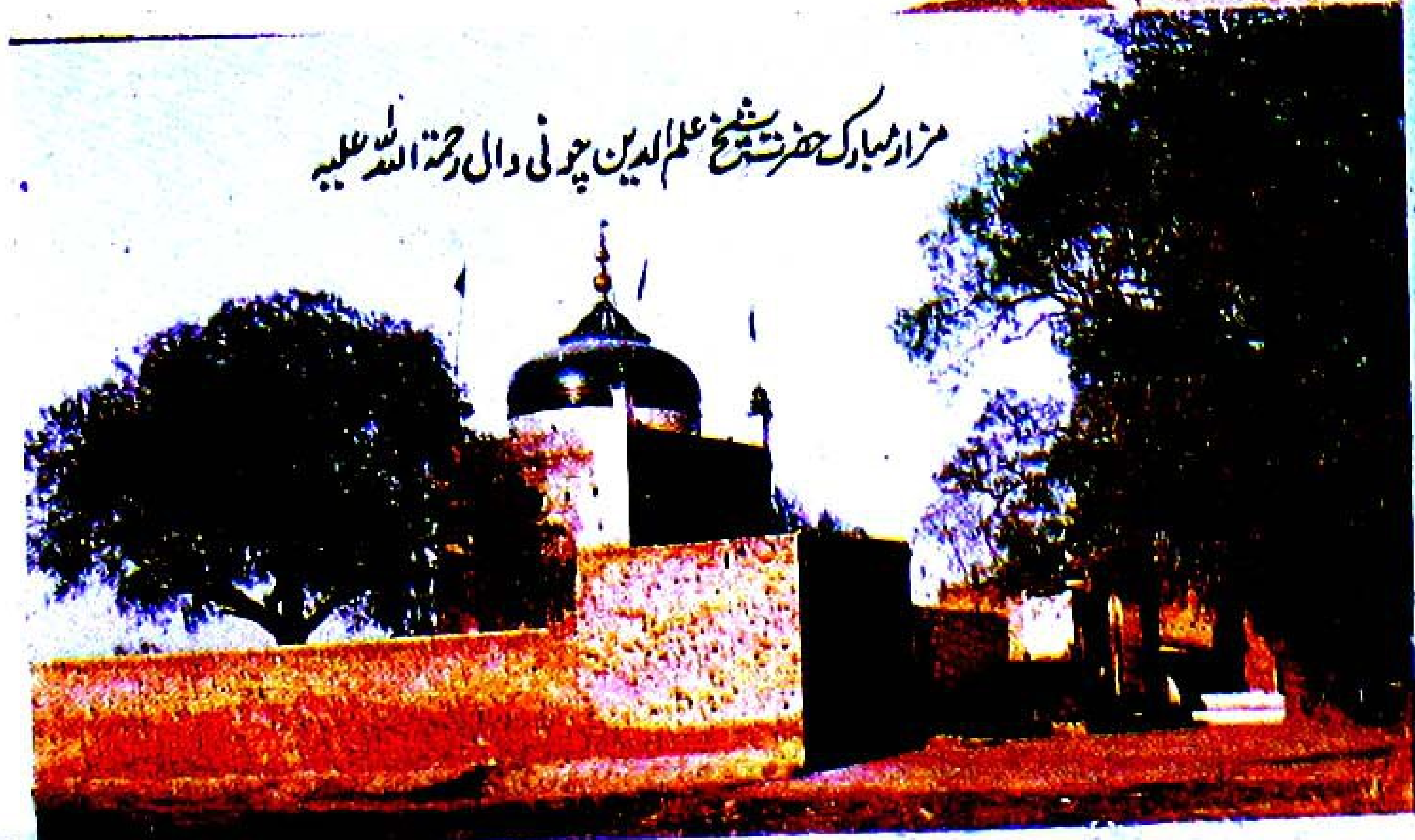

مزار مبارک حضرت شیخ علم الدین چونی والی رحمۃ اللہ علیہ

اندر چار قبور ہیں۔ بڑی اور نمایاں قبر حضرت عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ دروازہ کے دائیں جانب ایک قدیم کنواں ہے۔ مزار مبارک کے غربی جانب ایک قدیم مسجد ہے جو خستہ و شکستہ حالت میں ہے۔ آپ کے مزار مبارک پر ایک بورڈ آویزاں ہے جس پر یہ عبارت تحریر ہے:

فضیلت ماب قطب زمان سلطان العارفین

حضرت مخدوم عبدالخالق آرام گاہ و زیارت شریف

حضرت سید احمد مخدوم عبدالخالق

النسل سید گردیزی بخاری

طریقت قادری کے تربیت و تہذیب یافتہ کامل ولی اللہ خطیب علامہ و حافظ قرآن پیدائش شریف ۱۷۲۰ء وفات شریف ۱۸۰۱ء سالانہ ختم شریف ۱۸ ذیقعد۔

مزار مبارک حضرت شیخ عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ سے جانب شمال ۲۰ میٹر کے فاصلے پر حضرت حاجی عبدالغفور حسین المتوفی ۱۸۸۴ء اور حضرت حاجی مخدوم حسین المتوفی ۱۹۲۰ء کی قبور ہیں۔

حضرت خواجہ عبدالخالق کا لنگر شہرت رکھتا تھا۔ مساکین و فقراء کو دونوں وقت کھانا دیا جاتا تھا۔ آپ قرآن کے حافظ بھی تھے۔ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت خواجہ کے پاس ایک درویش آیا۔ حضرت خواجہ کا لنگر دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ جب وہاں سے چلا تو حضرت کی خدمت میں اخراجات کے لئے ایک پارس کا ٹکڑا نذر کیا۔ دوسرے سال پھر قصور میں آئے تو سوچا کہ ان کی امداد سے اب تو وہاں لنگر کے ساتھ ساتھ بڑی عمارتیں بھی کھڑی ہوں گی لیکن جب حاضر خدمت ہوئے تو سادگی اور مختصر پرانی عمارت تھی۔ حضرت خواجہ نے مسکرا کر فرمایا ہمارا خرچ تو اللہ کے فضل سے ایسے ہی چلتا ہے۔ آپ اپنی امانت لے جائیے۔ پارس کا ٹکڑا انہیں لوٹا دیا۔

حضرت مولانا عبدالرسول قصوری رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے۔ پیدائش ۱۲۳۵ھ میں شہر قصور میں ہوئی۔ تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور میں ۱۵۵ پر تحریر ہے ——— "آپ کے والد مکرم نے آپ کی پیدائش سے بہت عرصہ پہلے ہی اپنی تصنیف "تحفہ رسولیہ" میں آپ کی پیدائش کی بشارت دی آپ "تحفہ رسولیہ" کی اشاعت سے ایک سال بعد پیدا ہوئے۔ "تحفہ رسولیہ" میں آپ کا سنہ پیدائش نام کنیت، معمولات زندگی حتیٰ کہ سال وفات تک ایک طویل نظم میں لکھ دیئے یہ کتاب ۱۲۳۴ھ میں لکھی گئی جس کا سال تصنیف یوں ہے:

تاریخ تمام ایں رسالہ شبد لفظ چراغ کے حوالہ

گشت پدید ایں گوہر آبدار

در سنہ یک الف دو صدو سی و چہار

مولانا عبدالرسول رحمتہ اللہ علیہ نے ابتدائی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔ قرآن و تجوید کے اصول و قوانین کا بڑا گہرا مطالعہ کیا۔ علوم ظاہری اپنے والد بزرگوار کے مدرسہ میں پڑھے۔ روحانی تربیت بھی اپنے والد کے زیر اثر رہ کر حاصل کی اور آپ ہی سے خلافت و اجازت بیعت سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ حاصل کی۔

مفتی غلام سرور لاہوری رحمتہ اللہ علیہ حدیقتہ الاولیاء کے ص ۹۶ پر لکھتے ہیں ——— "صاحبزادہ عبدالرسول قصوری رحمتہ اللہ علیہ عالم اعلم، فاضل افضل، کامل اکمل، جامع شرافت و نجابت، ہادی شریعت و طریقت واقف حقیقت و معرفت تھے۔ مولف کتاب بھی ان کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوا ہے۔ سبحان اللہ کیسے مرد خدا ہیں جن کی زیارت کرنے سے خدا یاد آتا ہے۔ اللہ ان کو دیر تک سلامت رکھے۔ حضرت کا وعظ ایسا پر مذاق و پر تاثیر ہے کہ سننے والے کے دل پر اس کے مضامین نقش ہو جاتے ہیں اور جب تک حضرت وعظ میں مصروف رہتے ہیں آنکھوں سے آنسو نہیں تھمتے اور اخلاق حسنہ کی کیا تعریف کی جائے حضرت کے اخلاق کو محمدی اخلاق سے کما نسبت ہے"۔

حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ میں درج ہے ——— "سخاوت مزاج میں اس قدر غالب تھی کہ دوسرے کی حاجت کو اپنی حاجت پر ترجیح دیتے۔ موسم سرما میں مہمان آتے گرم لحاف اور بستر انہیں دے دیتے اور خود نوافل میں رات بسر کرتے اپنی تعریف سے ناخوش ہوتے۔ کتب منقولہ پر اتنا عبور تھا کہ طلبہ کو دور بیٹھے پڑھاتے رہتے اور کبھی ایک لفظ بھی غلط نہ ہوتا۔ عاجزوں اور مسکینوں کی امداد فرماتے۔ امراء و اغنیاء سے کنارہ کش رہتے۔

مسجد کے حجرے میں رہتے۔ مزاج میں سخاوت اس قدر تھی کہ جو کچھ آتا لٹا دیتے کبھی ایسی بات نہ کہتے جس سے کسی کی دل آزاری ہوتی۔ ادب میں کمال رکھتے تھے۔ عربی و فارسی کلام میں اساتذہ کی سی پختگی اور روانی تھی"۔

تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص ۱۵۶ پر تحریر ہے ——— "صاحب زادہ عبدالرسول رحمتہ اللہ علیہ کو لوگوں نے بتایا کہ لاہور اور اس کے نواح کے غیر مقلد آپ کو گالیاں دیتے ہیں اور آپ کو برے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ آپ نے سن کر فرمایا ——— "الحمدللہ ان کا گالیاں دینا اس بات کی علامت ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں شامل کر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کی زبانیں میری خلاف کھلتی ہیں ان لوگوں کی زبانیں اکثر اہل اللہ کے خلاف ہی ہوتی ہیں۔ میں ان لوگوں کے ممنون ہوں کہ مجھے سلسلہ اہل اللہ میں منسلک سمجھنے لگے ہیں"۔

آپ قصور کے دینی مدرسہ کے بڑے نامور شاگردوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ حضرت مولانا غلام مرتضیٰ بیربل شریف، خواجہ غلام نبی اللہ شریف آپ کے ہم درس تھے۔ آپ عربی و فارسی زبان میں شکوہ

اور استعارات میں جدت آپ کے کلام کا امتیازی نشان تھا۔
آپ نے ۱۲۹۴ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک قبرستان کوٹ غلام محمد خان قصور میں مزار مبارک حضرت غلام محی الدین قصوری رحمتہ اللہ علیہ کے چند میٹر دور جانب مشرق ایک کمرے کے اندر مرجع خلائق ہے۔
کمرے میں تین قبور ہیں۔ سنگ مرمر والی قبر حضرت خواجہ عبدالرسول کی ہے۔ چینی کی ٹائلوں پر قطعہ رحلت عربی اور اردو میں لکھا ہوا ہے۔ اس کے نیچے قطعات تاریخ وصال فارسی میں سرخ پتھر پر کندہ ہیں۔ عربی جانب حضرت سید نذیر حسین شاہ المتوفی ۱۹۴۲ء اور جنوب طرف حضرت سید محمد شاہ المتوفی ۱۹۴۱ء کی قبور ہیں۔ مقامات خیر ص ۲۷۴ پر درج ہے ــــــ "سید محمد شاہ مولانا عبدالرسول قصوری کے نواسہ اور جانشین تھے اور وہ اپنے والد غلام محی الدین کے خلیفہ تھے جو حضرت شاہ غلام علی کے خلیفہ تھے۔ سید محمد شاہ نے باقاعدہ سلوک مجددیہ حضرت شاہ ابوالخیر فاروقی رحمتہ اللہ علیہ سے طے کیا اور سالہا سال آپ کی خدمت میں آتے رہے۔"

حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت موضع ٹولوانوالہ نزد قصور کے ایک ارائیں گھرانے میں ہوئی۔ والد ماجد کا اسم گرامی پیر بخش تھا۔ ابتدائی تعلیم حنفیہ اسلامیہ ہائی سکول قصور سے حاصل کی۔ نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر ص ۱۳۷ پر تحریر ہے ــــــ "آپ نے چند جماعتیں پڑھنے کے بعد دینی تعلیم کی خاطر قصور کی ممتاز روحانی شخصیت حضرت سید عبدالحق شاہ کوٹ مراد خان کے حضور زانوائے تلمذ تہ کیا۔ آپ کی قابلیت اور ذہانت پر استاد گرامی کو ناز تھا اور آپ کو بہت محنت سے پڑھاتے تھے۔
دوران تعلیم ایک مرتبہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ قصور تشریف لائے تو استاد گرامی نے فرمایا کہ آؤ تمہیں میاں صاحب کی زیارت کرائیں۔ چنانچہ دونوں میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے زیارت کی اور ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد حاجی صاحب نے اپنے استاد سے کہا کہ آج نماز میں ایک خاص قسم کا سرور نصیب ہوا ہے۔ چنانچہ آپ کے دل میں حضرت میاں صاحب کی عقیدت و محبت جاگزیں ہو گئی اور کچھ عرصہ بعد آپ نے شرقپور شریف حاضر ہو کر سعادت بیعت حاصل کی حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب کی مسجد میں رہنے لگے۔ اکثر مہمانوں کی دیکھ بھال اور خدمت کا شرف بھی انہیں حاصل تھا اور مہمانوں کو حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حضور پہنچانے کی ڈیوٹی بھی آپ ہی کے ذمہ تھی"۔
آپ دو مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ حضرت قبلہ میاں صاحب کے وصال کے

بعد بھی موصوف کئی برس مسجد شریف میں مقیم رہے مگر صدمہ جدائی برداشت نہ کر سکے اور چند ہی سال بعد خود بھی صاحب فراش ہو گئے۔ جب بہت ہی لاچار ہو گئے تو حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں واپس قصور بھجوادیا۔

آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ نے حاجی محمد الدین قصوری کو اپنا متبنی بنالیا اور خرقہ خلافت سے نوازا۔ آپ کا اپنے استاد گرامی حضرت سید عبدالخالق شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی رحلت کے چار ماہ دس روز بعد ۲۴ محرم الحرام ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء بروز اتوار سوا آٹھ بجے وصال ہوا۔

نماز جنازہ حضرت ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ نے پڑھائی اور بستی چراغ شاہ قصور میں آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔

آپ کی وفات کے بعد حضرت حاجی محمد الدین رحمتہ اللہ علیہ آپ کا سالانہ عرس بڑے تزک و احتشام سے مناتے رہے۔ ان کی رحلت کے بعد ان کے صاحبزادے مولوی محمد سعید آپ کے جانشین ہوئے۔ والد گرامی کی طرح آپ کے عرس مبارک کا اہتمام کرتے ہیں۔ حضرت قبلہ صوفی عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک چار دیواری کے اندر شمالی جانب قبرستان بستی چراغ شاہ میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت مولانا علی محمد جماعتی رحمتہ اللہ علیہ

مولانا علی محمد بن مولوی احمد دین بن مولوی عظمت دین بن حافظ محمد (رحمہم اللہ تعالیٰ) موضع فتووالہ مضافات فیروز پور میں پیدا ہوئے۔ آپ انصاری برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ ذریعہ معاش کھیتی باڑی رہا۔

تکملہ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ مرتبہ محمد صادق قصوری کے ص ۵۸۵ پر تحریر ہے ——— "آپ سن بلوغت سے بہت پہلے سلسلہ ازواج سے منسلک کر دیئے گئے تھے اور پندرہ برس کی عمر میں پروردگار عالم نے پہلا بچہ عطا فرما دیا تھا۔ آپ نہایت تنومند اور طاقتور تھے۔ جب آٹھ بچے ہو گئے تو آپ نے دینی علوم کی تحصیل کا قصد کیا۔ فیروز پور چھاؤنی میں ان دنوں حضرت مولانا محمد حسین صاحب ساکن انگہ شریف پلٹن میں امام و خطیب تھے۔ مولانا محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ کے فیض یافتہ تھے اور زبردست عالم تھے۔ آپ روزانہ مولانا کے ہاں فتووالہ سے فیروز پور چھاؤنی طویل فاصلہ طے کر کے جاتے اور ظہر کی نماز واپس آکر پڑھتے۔ مولانا محمد حسین صاحب کو مولانا علی محمد صاحب سے بے حد پیار تھا۔

دوران تعلیم آپ کو فیروز پور انجن شیڈ میں امامت و خطابت مل گئی تو آپ فتووالہ سے فیروز پور منتقل ہو گئے۔ فیروز پور میں حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب تشریف لائے تو آپ حاضر خدمت ہو کر بیعت ہو گئے۔ پیر صاحب کو مولانا سے بہت پیار تھا کہ جب مولانا آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے تو آپ

نہیں عام مریدین کے ساتھ نیچے نہ بیٹھنے دیتے بلکہ ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھا لیتے"۔

انجن شیڈ میں آپ نے تقریباً ستائیس سال گذارے۔ انجن شیڈ میں آخری سال حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ (کرمانوالے) بلاناغہ آپ کے پیچھے نماز جمعہ ادا فرماتے رہے۔ معمول یہ تھا کہ شاہ صاحب آپ کے پاس نماز جمعہ سے قبل ہی تشریف لے آتے اور آپ ان کی پر تکلف دعوت کرتے حالانکہ آپ کا مشاہرہ صرف پچیس روپے تھا۔

قیام پاکستان کے بعد جب انجن شیڈ کا سارا عملہ فیصل آباد منتقل ہوا تو بحیثیت امام آپ کو بھی جانا پڑا۔ آپ نے چندہ اکٹھا کر کے ایک عالی شان مسجد بنوائی جو آپ کی یادگار ہے۔ فیصل آباد میں محدث اعظم پاکستان مولانا سردار محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے آپ نے کہا کہ آپ مدرسہ کی تشکیل کریں۔ چنانچہ مولانا سردار احمد صاحب نے ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کوشش شروع کردی۔ مولانا علی محمد صاحب نے بھی بے حد تعاون کیا۔ چنانچہ مدرسہ کی کچھ صورت بنی تو مولانا سردار احمد نے کتابوں کی کمیابی کی شکایت کی تو مولانا نے یقین دلایا کہ آپ کام شروع کریں کتابیں میں مہیا کروں گا۔ چنانچہ آپ نے درسی کتب کا کافی ذخیرہ اپنی ذاتی کتب میں سے آپ کو پیش کر دیا اور دار العلوم کا کام شروع ہو گیا۔

فیصل آباد انجن شیڈ میں آٹھ سال رہنے کے بعد ریٹائر ہو کر آپ قصور آگئے اور دین حق کی تبلیغ کرنے کوٹ ال گڑھ کی چھتی گلی والی مسجد میں کام شروع کر دیا پھر کوٹ حلیم خاں کی قدیم جامع مسجد میں فرائض خطابت بھی انجام دیتے رہے۔

آپ نہایت متقی، عابد و زاہد بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے۔ کتب بینی کا سلسلہ بستر وصال پر بھی جاری رہا۔

آپ نے ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۶۹ء کو وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک کوٹ ال گڑھ قصور کے قبرستان میں جنازگاہ کے شمال مشرقی کنارے پر خستہ و شکستہ چار دیواری میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کے مزار مبارک پر آپ کے نام کی کوئی تختی نہیں لگی ہوئی۔

حضرت پیر عبدل امر شاہ دولا رحمتہ اللہ علیہ

آپ پہلے سکھ تھے پھر حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ پیر عبدالکریم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے جو سلسلہ قادری نوشاہی کے ایک مشہور درویش تھے۔ متحپور ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ حضرت پیر عبدل امر شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی رہائش بستی کھٹیکاں قصور میں رکھی۔ بیان کرتے ہیں سید شریف احمد شرافت نوشاہی شریف التواریخ جلد سوم حصہ دوازدہم کے ص ۳۸ پر آپ کے "آپ سکھ مذہب کے پیروکار اور گیانی تھے۔ اسلام سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا"۔

ارشادات تحریر کرتے ہیں:

"آپ نے اپنے مریدوں کے واسطے چند ہدایات لکھوا رکھی تھیں۔

۱۔ مرشد اس کو بناؤ جس کا چہرہ پر نور ہو جسے دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔

۲۔ مرشد نمازی ہو اور شریعت کی خاص باتوں کو جانتا ہو۔

۳۔ پیر اپنی روزی خود کماتا ہو کیونکہ رزق حلال کھانے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

۴۔ پیر ہاتھ کا سخی ہو تا کہ بوقت ضرورت کسی اور کو بھی روٹی کھلا سکے۔

۵۔ پیر گھر میں تنگ دست نہ ہو۔ پیٹ بھر کر کھانے کو اس کے پاس ہو تا کہ دوسروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔

۶۔ پیر ہرگز لالچی نہ ہو کیونکہ لالچ محبت کو کاٹ دیتا ہے۔

۷۔ پیر کا اپنے گھر میں بیوی بچوں اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک ہو۔

۹۔ پیر کی طبیعت میں یکسانیت ہو جو باتیں وہ منبر پر کہے وہی اس کے قول و فعل اور کردار سے ظاہر ہوتی ہوں۔

۱۰۔ کسی شخص کو پیر ماننے سے پہلے سال چھ مہینے تک اسے پرکھنا چاہئے اور چھپ کر اسے دیکھنا چاہئے کہ وہ گھر میں بال بچوں سے کیسا سلوک کرتا ہے۔

۱۱۔ بیعت کرنے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہئے۔ دیکھنا چاہئے کہ پیر کے قریب بیٹھنے والے لوگوں کا اخلاق اور کردار کس قسم کا ہے وہ جھوٹ نہ بولتے ہوں۔

جس شخص میں یہ صفات ہوں گی وہ شخص یقیناً پیر ماننے کے قابل ہے خواہ وہ کسی بھی ذات سے تعلق رکھتا ہو۔ ایسا پیر اپنے مریدوں کو دھوکا نہیں دے گا۔

۱۲۔ پیر کی طبیعت میں سنجیدگی ہو۔ مخول ٹھٹھا سے پرہیز کرتا ہو۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ نوجوانوں کی مجلس میں بیٹھ کر ہنسی مخول کرے۔

۱۳۔ پیر میں یہ صفت بھی لازمی ہونی چاہئے کہ وہ سفر میں نکلتے وقت یا مریدوں کے پاس جاتے وقت اپنا خرچ ساتھ لے جائے اور اگر مرید ضرورت مند ہو تو اس کی مدد کرے"۔

حضرت بابا عبدل امر شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی وفات اتوار ۲۵ ذیقعد ۱۳۷۹ھ / ۲۴ مئی ۱۹۶۰ء / ۹ جیٹھ ۲۰۱۷ب میں ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک شہر قصور، کوٹ غلام محمد خان سے مشرقی جانب قبرستان میں جنوبی کنارہ پر کچہری روڈ قصور میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

آپ کے مزار مبارک پر مریدوں نے بڑا عمدہ روضہ تعمیر کرایا ہے جو ہشت پہلو ہے اردگرد برآمدہ ہے۔ دروازہ جنوب کی طرف ہے۔ سات دروں میں جالیاں ہیں۔ اندر شیشے سے گلکاری ہوئی ہے۔ روضہ بڑا مزین و منقش ہے۔ اس کی تکمیل ۱۴ رمضان ۱۳۸۹ ہجری مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۶۹ء کو ہوئی ہے۔

مزار کا کتبہ یہ ہے:

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

دربار عالیہ

حضرت عبدل امر شاہ دولا رحمتہ اللہ علیہ

سلسلہ قادری نوشاہی

تاریخ وصال

۲۲ مئی ۱۹۶۰ء بمطابق ۲۵ ذیقعد ۷۹ ۱۳ھ

موافق

۹ جیٹھ ۲۰۱۷ بکری

مزار مبارک کے باہر صحن میں ایک بورڈ لگا ہوا ہے جس پر یہ لکھا ہوا ہے:

نو مسلم دربار عالیہ کھیل والا دربار حضرت عبدل امر شاہ

دولا سلسلہ نوشاہی قادری

سالانہ عرس ۲۳، ۲۴ مئی کو منایا جاتا ہے۔

حضرت پیر عبدل امر شاہ دولا رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے جانب مشرق ۱۵ میٹر کے فاصلے پر حضرت میاں محمد عبد اللہ قادری نوشاہی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔

آپ کی لوح مبارک پر یہ عبارت کندہ ہے۔

حضرت میاں محمد عبد اللہ نوشاہی والد مولوی بشیر احمد

تاریخ وصال　　۱۶ ذیقعد ۱۳۹۷ھ

بمطابق　　۲۱ نومبر ۱۹۷۷ء

آپ کے مزار مبارک پر خوبصورت گنبد تعمیر ہے۔ گنبد کے اندر دو قبور ہیں۔ ایک آپ کی دوسری آپ کی والدہ حاجن رشیدہ بیگم متوفیہ ۱۹۸۴ء کی ہے۔

حضرت سید عمر اعلی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا مزار قبرستان کوٹ غلام محمد خان قصور میں مرجع انام ہے۔ آپ کے مزار مبارک کے اوپر چھوٹا سا گنبد تعمیر ہے۔ مزار مبارک کی لوح پر یہ عبارت درج ہے:

دربار عالیہ

سید عمر اعلی شاہ

ولد سید برکت علی شاہ

کوٹ غلام محمد خان قصور

تاریخ وفات ۱۲ دسمبر ۱۹۸۹ء بروز جمعرات

مزار مبارک کے اندر غربی جانب نامعلوم قبر ہے۔ مزار مبارک کے باہر دیوار پر یہ لکھا ہوا ہے:

آستانہ عالیہ پاک بخاری

حضرت سید بابا پیر شاہ مجاں ٹمیاں والی سرکار

اس مزار کے جانب شمال ۵۰ میٹر کے فاصلے پر حضرت دولت خان رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک زیارت گاہ خاص و عام ہے جو ایک چاردیواری کے درمیان ہے۔

حضرت غلام محی الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رحمتہ اللہ علیہ تیرہوی صدی ہجری کے جید عالم قطب پنجاب اور شاعر باکمال تھے۔ حدیث کی سند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے اور سلوک باطنی کے فیض حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔

حضرت مولانا خواجہ غلام محی الدین رحمتہ اللہ علیہ بن شیخ مصطفیٰ بن شیخ مرتضیٰ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۰۲ھ / ۱۷۸۷ء میں ہوئی۔ آپ کے اجداد میں سے حاجی حافظ قاری عبدالملک قصور کے علماء کی درخواست پر سندھ سے آکر قصور میں سکونت پذیر ہوئے تھے اور علم قرآن میں سرآمد روزگار تھے۔ حاجی عبدالملک نے سندھ سے آکر قصور میں شادی کی تھی۔

آپ کے دادا حضرت غلام مرتضیٰ قصوری رحمتہ اللہ علیہ بھی ظاہری و باطنی علوم میں یکتائے زمانہ تھے۔ انہوں نے پنجاب میں سکھ گردی سے تنگ آکر بطرف پشاور ہجرت فرمائی۔ احمد شاہ ابدالی کے ہم عصر تھے۔

مفتی غلام سرور لاہوری حدیقتہ الاولیاء ص ۱۳۹ پر تحریر کرتے ہیں —— "حضرت غلام مرتضیٰ قصوری قاری عبدالملک کے پوتے تھے اور حاجی فتح محمد متقی سیالکوٹی کے مرید و خلیفہ اور چاروں سلاسل میں اجازت یافتہ تھے"۔

حضرت غلام محی الدین کی عمر ایک سال تھی کہ آپ کے والد غلام مصطفیٰ نے انتقال کیا۔ آپ کے چچا مولانا محمد قصوری نے آپ کی پرورش و تعلیم و تربیت کی ان سے آپ نے سلسلہ قادریہ کے اشغال سیکھے اور اسی سلسلہ میں ان سے بیعت ہوئے۔ انہوں نے آپ کو خلافت و اجازت دے کر اپنا قائم مقام نامزد کیا

اور ان کی زندگی ہی میں آپ کو اتنی مقبولیت حاصل ہوئی کہ بہت سے اضلاع کے طالبان حق آپ سے بیعت ہوئے۔

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ تالیف محمد حسن کے ص ۸۱ھھ پر درج ہے۔ حضرت مولانا قصوری کے اعزہ بانس بریلی میں رہتے تھے۔ آپ ان سے ملنے کے لئے گئے تو واپسی پر حضرت شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے بڑی مہربانی و شفقت فرمائی۔

آپ کو نسبت مجددیہ حاصل کرنے کی ترغیب دلائی چونکہ اس وقت آپ کے مرشد اور چچا بقید حیات تھے اس لئے آپ ان کے پاس قصور چلے گئے لیکن پھر چچا کی وفات کے بعد ۱۸۱۸ء میں آپ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوئے"۔

حضرت مولانا قصوری کے قیام دہلی کے دوران ایک محفل مبارک میں آپ کے مخلص دوست خواجہ نجیب الدین خان قصوری بھی آئے۔ حضرت شاہ صاحب خواجہ صاحب کی طرف متوجہ ہو گئے اور فرمایا کہ غلام محی الدین کو کہاں کا پیر بنائیں۔ خواجہ نجیب الدین نے عرض کیا "پیر قصور" یہ سن کر شاہ صاحب کو جلال آگیا فرمایا کہ تم بہت کم ہمت ہو ہم تو انہیں سارے پنجاب کا پیر بنانا چاہتے ہیں۔

حضرت غلام علی شاہ صاحب نے مولانا قصوری رحمتہ اللہ علیہ کو چھ طریقوں قادریہ' نقشبندیہ' چشتیہ' سہروردیہ' مداریہ اور کبرویہ کی خلافت و اجازت دی۔ آپ نے قصور واپس آکر مسلمانوں کی روحانی تربیت شروع کی اور نقشبندیہ مجددیہ کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہے۔

انوار محی الدین تالیف صاحبزادہ سید شبیر احمد شاہ کے ص ۱۱۶ پر تحریر ہے ——— "حضرت خواجہ قصوری رحمتہ اللہ علیہ آداب مجلس کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ خود بھی اس کی پابندی کرتے اور دوسروں سے یعنی پابندی کی توقع رکھتے۔ مجلس میں پاؤں پھیلا کر بیٹھنے کو معیوب خیال فرماتے۔ ہمیشہ مجلس میں دو زانو بیٹھتے اور دوسروں کو بھی اس طرح بیٹھنے کی نصیحت فرماتے کہ یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے۔

اگر مجلس بیٹھ چکی ہوئی اور آپ بعد میں تشریف لاتے تو ہمیشہ خود سلام کرتے اور سلام کا جواب نہایت محبت اور شفقت سے مسکرا کر دیتے۔ کوشش فرماتے کہ مصافحہ کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسے مستحسن قرار دیا ہے"۔

آپ کا معمول تھا کہ رات کے تیسرے حصے میں بیدار ہوتے اور ذکر و فکر مراقبہ اور حلقہ میں مصروف ہو جاتے۔ نماز تہجد کی سختی سے پابندی کرتے اور مریدین کو بھی نماز تہجد ادا کرنے کا حکم فرماتے۔ سفر میں نماز ہمیشہ وقت پر اور باجماعت ادا فرماتے اور راستے میں بھی تبلیغ و اشاعت اسلام کا فریضہ انجام دیتے جاتے۔

آپ کی عادت مبارک یہ تھی کہ کھانے میں کسی قسم کا تکلف نہ فرماتے جو چیز کھانے کے لئے سامنے رکھی جاتی اس میں عیب ہرگز نہ نکالتے۔ البتہ جو چیز مزاج کے مطابق نہ ہوتی اسے استعمال نہ کرتے۔ ساری زندگی کھانے کے معاملے میں کم خور رہے۔

مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت و سلطنت اب دم توڑ رہی تھی۔ ہندو سکھ مرہٹے اور انگریز مسلمانوں کے دشمن ہو رہے تھے۔ خاص کر پنجاب میں سکھ گردی اپنے عروج پر پہنچ گئی تھی۔ آپ روحانی قوت کے ساتھ مسلمانوں کے حوصلے بندھائے جاتے۔ انہیں مصائب و تکالیف برداشت کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کی تلقین کرتے رہتے تاکہ انہیں حوصلہ اور اطمینان ہو۔

انوار محی الدین کے ص ۱۲۹ پر درج ہے ——— ''آپ نے نظریہ وحدت الوجود کی ہمیشہ مخالفت کی اور اس کے رد میں قرآن و حدیث اور صوفیائے کرام و مشائخ عظام کے اقوال اور ان کی تعلیمات سے حوالے پیش کئے۔ مقصد یہ تھا کہ مسلمان کہیں خلاف دین و شریعت نظریئے میں گرفتار ہو کر راہ مستقیم سے بھٹک نہ جائیں اور اسلام کو اپنوں ہی کے ہاتھوں نقصان نہ اٹھانا پڑے اور ملت اسلامیہ گمراہی کا شکار نہ ہو جائے''۔

آپ نے تبلیغ و اشاعت اسلام کی اہم ترین ذمہ داری کو بہ احسن پورا کیا اور سرزمین پنجاب کے علاوہ برصغیر کے دور دراز گوشے میں آپ نے اسلام کی تعلیمات کو منور کیا۔

آپ نے ۲۲ ذیقعد ۱۲۷۰ھ کو وفات پائی۔ آپ کا مزار مقدس قبرستان کوٹ غلام محمد خان قصور میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

آپ کے مزار اقدس پر عالیشان گنبد زیر تعمیر ہے۔ مزار مبارک کے اندر تین قبور ہیں۔ بڑی اور نمایاں قبر حضرت غلام محی الدین قصوری رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ مزار مبارک کے ساتھ مسجد بھی ہے۔

حضرت خواجہ حافظ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ

آپ زبردست عالم دین، حافظ قرآن، جید فقیہہ اور عظیم محدث تھے۔ آپ کو منطق، فلسفہ، اسماء الرجال، صرف و نحو، شعر و ادب غرض کہ تمام علوم متداولہ پر کمال عبور حاصل تھا۔ آپ کے والد حضرت خواجہ عبدالملک رحمتہ اللہ علیہ نے درس و تدریس کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اسے آپ نے غایت درجہ کمال تک پہنچا دیا۔ آپ کے درس کی اس قدر شہرت تھی کہ برصغیر کے کونے کونے سے تشنگان علم کی ایک تعداد قصور میں آتی اور فیضیاب ہوتی تھی اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے جذبے سے اپنے سینے کو روشن کر کے واپس جاتی۔

پنجاب کا کیٹس (Keats) اور ہیر رانجھا کا خالق پیر وارث شاہ رحمتہ اللہ علیہ مشہور صوفی شاعر حضرت سید بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ ایسی نامور ہستیاں تھیں جنہوں نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کئے۔ آپ نے اپنی نگرانی میں دونوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔ یہ دونوں شاگرد آج بھی آسمان شہرت پر درخشندہ و تابندہ ستاروں کی مانند چمک رہے ہیں۔ آپ شریعت کے معمولات پر بڑی سختی سے عمل کرتے تھے۔ خلاف شریعت کوئی فعل بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ سرزمین قصور میں اس وقت احکام شریعت کی جو بے حرمتی

ہو رہی تھی اسے برداشت نہ کرتے ہوئے ترک وطن کیا اور ہجرت کر کے پشاور چلے گئے۔ وہاں ہی قیام کیا۔

آپ کی زندگی میں پنجاب میں سکھ گردی کا دور شروع ہو چکا تھا۔ ہر طرف لوٹ مار قتل و غارت' افتراق و انتشار اور بدامنی پھیلی ہوئی تھی یہ پر آشوب زمانہ تھا۔ آپ نے طلباء اور مریدین میں ہجرت کا اعلان کر دیا اور پشاور کے لئے رخت سفر باندھا حافظ رشید خان پشاوری بھی شریک قافلہ ہوئے۔ پشاور میں آپ نے دو سال قیام کیا۔ دو سال کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

جب آپ کی رحلت کی اطلاع قصور میں مریدین اور اقرباء کو پہنچی تو انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ جسد مبارک کو قصور لا کر دفن کیا جائے لیکن پشاور کے عقیدت مندوں اور مریدوں کی مخالفت کا خوف دامن گیر رہا اور اس خیال سے خواہش کی تکمیل نہ ہو سکی۔

عرصہ سات آٹھ سال کے بعد صاحبزادگان کے حکم پر ایک عقیدت مند شجاعت علی صاحب کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر پشاور پہنچے۔ انہوں نے رات کی خاموشی میں مزار مبارک کے تہہ خانے سے تابوت نکالا اور قصور کی طرف کوچ کیا۔ جب کاہنہ کاچھا کے قریب پہنچے تو رات ہو چکی تھی۔ یہ سکھ گردی کا دور تھا۔ بعض سکھوں نے سمجھا کہ یہ لوگ کوئی خزانہ لئے جا رہے ہیں لہٰذا انہوں نے قافلے والوں کو سوتا ہوا دیکھ کر چپکے سے تیز دھار آلات سے صندوق کو کاٹنے اور توڑنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔

اسی رات شجاعت علی خان کو خواب میں خواجہ صاحب کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا "میرا وضو ٹوٹ گیا ہے جلدی سے وضو کرا دو"۔

صبح ہوئی تو سکھ بضد تھے کہ صندوق کھولا جائے۔ چنانچہ جب صندوق کھولا گیا تو آپ کے جسد مبارک کی ایک پنڈلی سے تازہ خون جاری تھا۔ سکھوں نے نہ صرف انتہائی عقیدت و احترام سے قافلے کو رخصت کیا بلکہ معذرت کرتے ہوئے قصور تک تابوت کے ہمراہ بھی آئے۔

آپ کا مزار مبارک قصور کے بڑے قبرستان کوٹ غلام محمد خان میں مزار مبارک حضرت غلام محی الدین قصوری کے نزد مرجع خلائق ہے۔

قصور میں آپ کے نام پر ایک مسجد بھی تعمیر ہے جو آج بھی موجود ہے۔

حضرت خواجہ حافظ غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حافظ غلام مرتضیٰ رحمتہ اللہ علیہ کے واصل بحق ہو جانے کے بعد مسند خلافت حضرت خواجہ حافظ غلام مصطفیٰ رحمتہ اللہ علیہ نے سنبھالی۔ آپ اپنے والد باکمال کی طرح حافظ قرآن عالم بے بدل' جید فقیہ' محدث اور صاحب حال و قال بزرگ تھے۔

آپ نے ۱۲۰۳ھ/۱۷۸۸ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار اقدس غلام محی الدین قصوری کے مزار

مبارک کے بائیں جانب زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ محلہ چلہ بی بیاں اندرون موچی دروازہ لاہور میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا اسم گرامی مولانا حسن بخش صدیقی تھا۔ والد ماجد نے بڑے اہتمام سے تعلیم دلائی۔ آپ قرآن پاک نہایت خوش الحانی اور قرات سے پڑھتے تھے۔ آپ نے اپنی ذہانت کی بدولت اپنے استاد خواجہ غلام محی الدین قصوری کو بڑا متاثر کیا۔ حضرت نے اپنی بیٹی کی شادی آپ سے کر دی۔ حضرت مولانا غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت غلام محی الدین قصوری کا شاگرد، خواہر زادہ، داماد مرید باصفا اور خلیفہ ہونے کا مشرف حاصل تھا۔

تذکرہ علماء اہلسنّت و جماعت لاہور تالیف اقبال احمد فاروقی ایم اے کے ص ۲۰۲ پر تحریر ہے ——

"انجمن حمایت اسلام لاہور نے جب درسی کتب کا سلسلہ اشاعت شروع کیا تو آپ کی قابلیت کے پیش نظر اراکین انجمن نے شعبہ تصانیف کا آپ کو انچارج مقرر کر دیا۔ چنانچہ ستمبر ۱۸۷۸ء میں آپ نے عیسائیوں کے ایک رسالہ تحریف القرآن کے جواب میں ایک رسالہ تحریر کیا جسے انجمن حمایت اسلام نے شائع کیا۔ آپ نے اس رسالہ اور دوسری تصانیف کی ساری آمدنی انجمن کے فنڈ میں شامل کرا دی"۔

مولانا غلام دستگیر نامی لاہوری المتوفی ۱۹۶۱ء اپنی سرگذشت لکھتے ہوئے "تاریخ جلیلہ" میں بیان کرتے ہیں —— "مولانا غلام دستگیر قصوری رحمتہ اللہ علیہ میرے آبائی گاؤں رتہ پیراں میں تشریف لائے میں ابھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ آپ کی دینی خدمات سے متاثر ہو کر میری پھوپھی نے میری پیدائش سے پہلے دعا کی "اے اللہ، اگر میرے بھائی کو بیٹا دے تو اس کا نام مولوی قصوری کے نام پر غلام دستگیر رکھوں گی"۔ چنانچہ اس وجہ سے میرا نام غلام دستگیر رکھا گیا" —— بہاولپور میں آپ نے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کو ایک مناظرہ میں شکست دے کر ریاست بدر کرا دیا۔ مرزائیوں کو بھی کئی دفعہ شکست دی۔

آپ اہل اللہ سے بڑی عقیدت کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ جہاں کوئی صاحب نظر دیکھا پا برہنہ پہنچے اور زانوئے ادب تہ کیا۔ حضرت مخدوم علی الہجویری داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ، حضرت بابا فرید شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ، دربار عالیہ چاچڑاں شریف، اوچ شریف اور ملک کے دوسرے مزارات پر آپ اہتمام سے حاضری دیتے۔

۱۸۹۰ء میں حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ علمی تصانیف کو بڑی اہمیت دیتے آپ کی تالیفات کے کئی ایڈیشن چھپے اور تقسیم ہوئے۔ بعض اوقات آپ امراء عقیدت مندوں کو حکم دیتے۔ وہ کتاب چھپوا کر غرباء اہل ذوق میں مفت تقسیم کرتے۔ چند تصانیف کے نام یہ ہیں:

۱۔ تحقیق صلوۃ الجمعہ ۱۲۸۸ھ

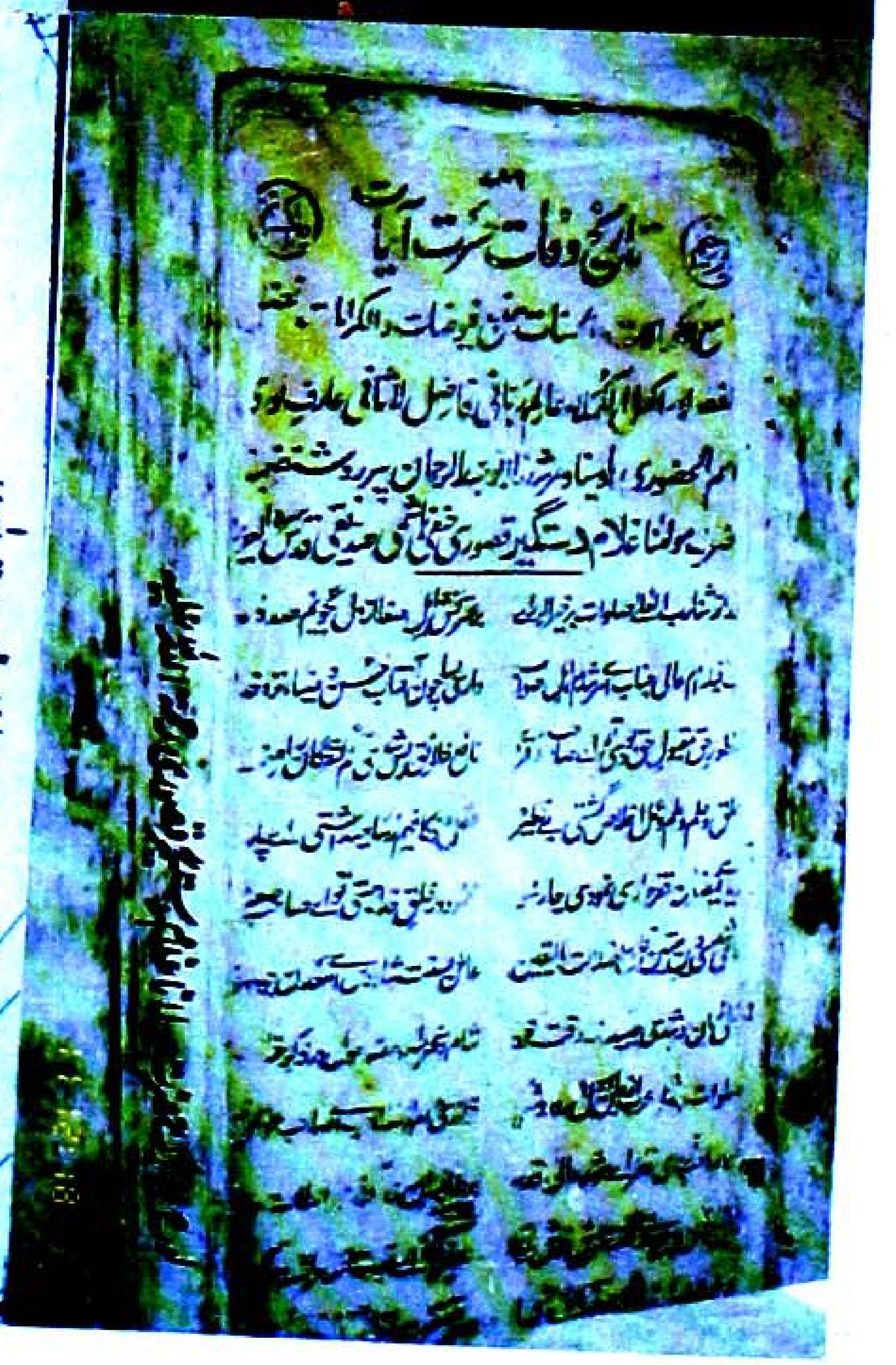
تاریخ وفات حسرت آیات

اندرونی منظر مزار مبارک حضرت شیخ کمال چشتی رحمۃ اللہ علیہ، کچہری روڈ۔ قصور

بیرونی منظر مزار مبارک حضرت شیخ کمال چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ تحفہ دستگیریہ جواب اثنا عشریہ ۱۲۹۴ھ
۳۔ ہدیہ الشیعتین منقبت چاریار معہ حسنینؓ ۱۲۹۵ھ
۴۔ تحقیق تقدلیس الوکیل ۱۳۰۴ھ
۵۔ توضیح دلائل و تصریح الجاث فرید کوٹ ۱۳۰۰ھ
۶۔ ظفرا لمقلدین ۱۳۰۰ھ
۷۔ کشف السور عن مسئلہ طواف القبور ۱۳۰۵ھ
۸۔ فتح الرحمانی بہ دفع کید قادیانی ۱۳۱۴ھ
۹۔ نصرۃ الابرار فی جواب الاشتہار ۱۳۰۵ھ

فن شعر گوئی میں تاریخ گوئی کے فن میں بڑے ماہر تھے۔ اپنی تصانیف کا نام تاریخی رکھتے۔

آپ کے ایک صاحبزادے مولانا عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ انہی کی وجہ سے آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔ دوسرے صاحبزادے مولانا غلام ابوبکر تھے۔ جن کا مزار موضوع رتیکے تحصیل منچن آباد بہاولنگر میں ہے۔ مولانا غلام دستگیر قصوری کے عقیدت مند بہاولپور ڈویژن میں ہزاروں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔

آپ نے ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء میں وصال پایا۔ آپ کا مزار مبارک قبرستان کوٹ غلام محمد خان قصور میں مرجع انام ہے۔

آپ کا مزار مبارک جانب مشرق چند میٹر دور مزار مبارک حضرت خواجہ غلام محی الدین قصور کے واقع ہے۔ آپ کی لوح مبارک پر مولانا محمد نبی بخش حلوائی رحمتہ اللہ علیہ کا قطعہ رحلت کندہ ہے۔

حضرت شیخ کمال چشتی رحمتہ اللہ علیہ

آپ مشائخ متقدین میں سے ہیں۔ چشتی سلسلہ سے منسلک تھے۔ اس سلسلہ کو فروغ دیا۔ اولیائے قصور مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیع مطبوعہ لاہور (۱۹۷۲ء) میں درج ہے ـــــــ "آپ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے خاندان میں سے تھے۔ آپ کا شجرہ نسب بارہ واسطوں سے حضرت بابا فریدالدین رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے"۔

تاج العارفین تالیف پیر محمد اجمل چشتی فاروقی کے ص ۱۲۹ پر حضرت شیخ کمال چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا شجرہ نسب اس طرح مرقوم ہے ـــــــ "حضرت شیخ کمال بن حضرت شیخ علی شیر بن حضرت شیخ شہاب الدین بن شیخ مظفر بن حضرت شیخ مستعان بن حضرت شیخ صدرالدین بن حضرت شیخ فخرالدین بن حضرت شیخ مسعود بن حضرت شیخ جلال الدین بن حضرت شیخ فیروز شاہ بن حضرت شیخ محمد شہید بن حضرت شیخ بدرالدین سلیمان بن

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہم اجمعین"۔

ایک روایت مشہور ہے کہ آپ کی تشریف آوری کے وقت شہر کے قریبی قصبہ روہی وال کا راجہ بہت ظالم تھا اور اس کی بداعمالیوں سے رعایا پریشان تھی۔ آپ نے راجہ کو ظلم و ستم و فسق و فجور سے منع فرمایا مگر متکبر راجہ نے آپ کی نصیحت سے کوئی اثر قبول نہ کیا۔ بلکہ دشمنی پیدا کرلی اور مخالفت پر کمربستہ ہو گیا۔ اس دوران ایک مظلوم عورت حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں راجہ کے خلاف فریاد لے کر آئی۔ اس کی آہ و فغاں پر آپ نے ظالم راجہ کو بددعا دی وہ ہلاک ہو گیا اور اس کی راجدھانی ویران ہو گئی۔

اولیائے قصور بحوالہ اخبار الاولیاء (قلمی) مصنفہ حضرت عبداللہ خویشگی قصوری رحمتہ اللہ علیہ میں یوں لکھا ہے ——— "عہد اکبری میں شہر قصور راجہ رائے سنگھ کی جاگیر میں آ گیا۔ اس نے حضرت شیخ کمال چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار والی جگہ پر قلعہ تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا جس سے مزار مبارک مسمار ہو گیا مگر اس مقام پر قلعہ کی فصیل قائم نہ ہو سکتی اور زمین بوس ہو گئی۔ معماروں نے مزید احتیاط سے اس فصیل کو کئی بار تعمیر کیا اور وہ ہر بار قبر کے مقام پر منہدم ہوتی رہی بالآخر راجہ نے اپنے کارکنوں سے اس کے گرنے کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ صاحب مزار کی بے ادبی کا نتیجہ ہے ورنہ فصیل تیار کرنے میں انتہائی کوشش و فنی مہارت سے کام لیا گیا ہے۔ راجہ کو یقین ہو گیا کہ یہ حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت ہے۔ اس نے اس مقام پر قلعہ تعمیر کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور حضرت شیخ کمال چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے مسمار شدہ مزار کو از سر نو بنوایا اور راجہ رائے سنگھ کسی دوسرے مقام پر اپنی عمارات تعمیر کرانے میں مشغول ہو گیا"۔

حضرت شیخ کمال چشتی رحمتہ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامات تھے۔ اہل حاجت جمعرات کو آپ کے مزار کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں۔ آپ کا مزار مبارک کچہری روڈ قصور شہر کے ایک اونچے ٹیلہ پر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ تاریخ وفات معلوم نہیں۔

مزار مبارک بہت اونچے ٹیلے پر واقع ہے۔ ۲۷ سیڑھیاں اوپر جانے کے بعد مرقد مبارک تک رسائی ہوتی ہے۔ مزار مبارک ایک کمرہ میں ہے جو سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ مزار مبارک پر آپ کے نام کی تختی لگی ہوئی ہے جس پر مندرجہ ذیل عبارت درج ہے:

یا حی　　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　یا قیوم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزار مبارک

حضرت بابا شاہ کمال چشتی رحمتہ اللہ علیہ

خاندان حضرت بابا فرید شکر گنج

ولادت　　　وصال

ولادت' وصال درج نہیں ہے۔

مزار اقدس کے گرد و نواح کا نشیبی میدان اور کھیتوں کی ہریالی ایک حسین وادی کا دلفریب منظر پیش کرتی ہے۔ مزار مبارک کے ارد گرد ون کے کافی درخت ہیں۔ مزار مبارک کے شمالی جانب چھوٹی سی مسجد ہے۔ بیان کرتے ہیں ——— "مزار مبارک کے مشرقی شمالی جانب ون کے درخت کے نیچے ایک عورت کی قبر ہے جس کی وجہ سے شہر غرق ہوا۔ یہ عورت آپ کی عقیدت مند تھی۔ سید زادی خاتون دلی کی رہنے والی تھی"۔

حضرت شاہ کمال بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام شاہ کمال بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور پیر جہانیاں کے خطاب سے مشہور زمانہ تھے۔ حدیقۃ الاولیاء تالیف مفتی غلام سرور لاہوری کے ص ۳۹ پر تحریر ہے ——— "حضرت سید محمد نور بن حضرت سید بہلول شیر گیلانی کے خسر شاہ کمال بخاری رحمتہ اللہ علیہ تھے اپنے عہد کے کامل اکمل بزرگ گزرے ہیں۔ جن کا مزار قصور چونیاں میں ہے"۔

مرزا محمد اختر دہلوی تذکرہ اولیائے برصغیر کے ص ۴۲۵ پر تحریر کرتے ہیں ——— "حضرت سید محمد نور بن سید بہاؤ الدین شیر گیلانی نواسے حضرت شاہ کمال بخاری کے تھے"۔

آپ کا دربار مبارک لاری اڈہ شاہ حجرہ مقیم چونیاں کے مغرب جانب چند میٹر کے فاصلے پر مرجع خلائق ہے۔ پیر ضیغم شاہ صاحب سجادہ نشین ہیں۔

آپ کا مزار مبارک خستہ و شکستہ چار دیواری کے اندر چبوترے پر واقع ہے۔ چار دیواری کے اندر ۶ قبور ہیں بڑی اور نمایاں قبر آپ کی ہے۔ مزار مبارک کے ارد گرد قبرستان ہے۔ پیر جہانیاں کے مزار سے جانب مشرق جنوب حجرہ روڈ پر چھوٹی سی مسجد کے ساتھ چار دیواری میں حضرت امام الدین چشتی صابری المتوفی ۱۹۵۰ء کی قبر واقع ہے۔ آپ ۱۹۰۰ء سے ۱۹۵۰ء تک متواتر میونسپل کمشنر چونیاں رہے۔ خواجہ حسن نظامی دہلوی نے اپنے اخبار منادی میں کئی دفعہ ان کی سماجی اور مذہبی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ آپ نے کروڑ سے زائد مرتبہ درود شریف پڑھا۔

حضرت شیخ حاجی گگن شوریائی قصوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ پیر کبار کی اولاد سے تھے۔ خزینۃ الاصفیاء ترجمہ اقبال احمد فاروقی کے ص ۴۲۰ پر تحریر ہے ——— "آپ اہل تجرید' تفرید اور تقوئی میں بدرجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ سات بار حج کیا۔ چہرے پر

برقعہ رکھا کرتے تھے۔ تاکہ نظر کسی نامحرم پر نہ پڑ جائے۔ لیکن اس کے باوجود ان کے دل پر وہ کیفیت طاری نہ ہوئی جو کامیابی کی علامت ہوتی ہے وہ کئی اولیاء اللہ کے پاس گئے۔ التجائیں کیں۔ امداد طلب کی مگر کام نہ بنا۔ جب وہ ساتویں بار حج کرنے گئے تو وہاں کھڑے ہو کر اللہ سے رو کر التجاء کی غیب سے ہاتف نے آواز دی کہ آپ کا کام شیخ عیسیٰ مشوانی سرانجام دیں گے۔ چنانچہ مکہ سے چل کر ہندوستان آئے اور شیخ عیسیٰ مشوانی کی خدمت میں پہنچے۔ شیخ عیسیٰ ملامتیہ طریقہ کے مالک تھے وہ کھلے عام شراب نوشی کرتے۔ شیخ حاجی چونکہ بہت ہی نیک اور متقی آدمی تھے وہ شیخ عیسیٰ کے پاس نہ گئے اور دل میں خیال آیا کہ یہاں سے لوٹ چلوں۔ شیخ عیسیٰ نے کشفی طور پر آپ کے دل کی بات معلوم کرلی اور آواز دے کر اپنے پاس بلایا اور فرمایا تم جس شخص کے پاس بھی گئے ہو تمہارا کام نہیں ہوا۔ آخر کعبہ اللہ میں جا کر تم نے التجاء کی اور وہاں سے میرے پاس آنے کا حکم ہوا۔ اب ملاقات بغیر واپس چلے جانا عقلمندی نہیں۔ شیخ عیسیٰ کی زبان سے یہ باتیں سن کر حاجی گگن بے حد معتقد ہو گئے۔ قدموں میں دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ شیخ عیسیٰ نے اشارہ کیا کہ وہ شراب کی صراحی پڑی ہے اسے اٹھا کر میرے پاس لاؤ۔ شیخ حاجی اٹھتے اٹھتے رک گئے اور ان کے دل پر انکار کا غلبہ دوبارہ آگیا۔ چنانچہ شیخ عیسیٰ اٹھے شراب کی صراحی کو پکڑا اور شیخ حاجی کے منہ میں انڈیلنے گئے۔ شیخ شراب کے چند گھونٹ پی کر بے خود ہو گئے جب ہوش میں آئے تو زہد و تقویٰ کا خیال دل سے نکال دیا۔ عشق و محبت کے لباس میں ملبوس ہو گئے۔ تمام کپڑے اتار پھینکے۔ صرف ضروری ستر کے لئے ایک چادر پہن لی اکثر بے ہوش رہتے اور نماز بھی ادا نہ کرتے۔ دنیا والوں سے نہ ملتے۔ سر داڑھی ابرو اور مژگان کو صاف کر دیا اور کہنے لگے یہ دنیا غداروں کی زینت ہے اس کو دور کر دینا چاہئے۔ اکثر سماع کی مجلسوں میں بیٹھتے اور آگ کا ایک آتش دان سامنے رکھتے۔ کچھ لوگ آپ کے سامنے خود آگ جلا دیتے آپ کے پاس جو بھی نذرانہ آتا آپ اس کو آگ میں ڈال دیتے"۔

بیان کرتے ہیں ——— "حاجی گگن رحمتہ اللہ علیہ اس لئے آگ جلائے رکھتے تھے کہ ان کی طبیعت جلالی تھی اور اللہ کا جلال آن پر غالب تھا۔ چونکہ آپ بھی مظہر جلال الٰہی ہے اس لئے آپ اسے اپنے سامنے رکھتے۔ آپ کی وفات کے بعد لوگ ان کے نام پر آگ جلائے رکھتے اور نذر مانا کرتے کہ اگر ہمارا فلاں کام ہو گیا تو ہم جمعرات کی رات کو حضرت شیخ حاجی کے لئے آگ جلائیں گے۔ جب وہ کام ہو جاتا تو آگ جلائے رکھتے"۔

آپ نے ۱۰۴۳ ہجری میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک سینٹرل جیل قصور چونگی کے جانب مشرق آدھ کلو میٹر کے فاصلے پر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

آپ کا مزار مبارک گول پختہ چاردیواری کے اندر چبوترے پر واقع ہے۔ آپ کے قدموں کی طرف دو قبور ہیں۔ مزار مبارک پر آپ کے نام کی کوئی تختی نہیں لگی ہوئی۔ اولیائے قصور کے ص ۱۳۰ کے حاشیہ پر تحریر ہے ——— "ایک قبر احمد شوریائی کی ہے"۔

حضرت بابا گلزار شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بابا گلزار شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت موضع مہالم کلاں تھانہ گنڈا سنگھ والا ضلع قصور کے ایک کھتری گھرانے میں ہوئی۔ بابا جی پیدائشی مجذوب تھے۔ روایت بیان کرتے ہیں ——"جب آپ ذرا بڑے ہوئے تو آپ کے بڑے بھائی ہزاری مل نے ایک دن آپ کو دکان پر بٹھایا اور خود سودا سلف لینے کے لئے قصور چلا گیا۔ ایک عورت سودا لینے کے لئے کچھ گندم دکان پر لائی اور چینی طلب کی۔ بابا جی نے گندم کے برابر چینی تول کر دے دی۔ اس عورت نے اپنے ہمسایہ عورتوں کو یہ بات بتائی تو بہت سی عورتیں سودا لینے کے لئے دکان پر آئیں تو آپ نے انہیں بھی گندم کے برابر مطلوبہ سودا سلف دے دیا۔ جب یہ شہرہ گاؤں کی دوسری عورتوں نے سنا تو انہوں نے بھی بابا جی کی سادگی سے بھرپور استفادہ کیا۔

بابا جی کے بڑے بھائی کو معلوم ہوا تو اس نے آکر ڈانٹا کہ تم نے تو دکان تباہ کر دی۔ آپ نے فرمایا بھائی جان ناراض کیوں ہوتے ہو ذرا دکان کے اندر جا کر تو دیکھو۔ بڑا بھائی دکان میں داخل ہوا تو دکان سودا سلف سے بھری پڑی تھی اور گندم بھی موجود تھی۔ ایک دفعہ ایک تاجر گندم خریدنے کے لئے آیا تو بابا جی کے بڑے بھائی نے آپ سے کہا کہ اسے گندم تول دو۔ بابا جی نے گندم تولنا شروع کر دی اور جب تیرہ پر آئے تو مجذوبیت غالب آگئی اور تیرا' تیرا کہتے ہوئے تمام گندم تول کر تاجر کے حوالے کر دی۔

لوگوں نے بڑے بھائی سے شکایت کی کہ تم بھی عجیب ہو۔ بار بار نقصان اٹھا رہے ہو۔ آج اس نے تیرا تیرا کہتے ہوئے تمام گندم تول دی ہے۔ اور تمہیں خبر تک نہیں ہوئی۔ بھائی نے غصہ میں آکر آپ کو گھر سے نکال دیا۔ آپ گھر سے نکل کر سیدھے حضرت خواجہ سید غلام محی الدین رحمتہ اللہ علیہ آف مہالم کلاں کے قدموں میں آکر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بیعت فرما کر گلزار شاہ نام رکھ دیا۔

حضرت خواجہ سید غلام محی الدین رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو قصیدہ غوثیہ پڑھایا اور چلہ کشی کے لئے دریا پر جانے کا حکم دیا۔ آپ بارہ سال تک دریا پر رہے۔ آپ اپنے مرشد گرامی کے حکم سے شیخ پورہ تشریف لے گئے اور ایک سرس کے درخت کے نیچے ڈیرہ لگا لیا۔ سرس سے دودھ بہنے لگا جو مسلسل تین ماہ تک بہتا رہا۔ عورتیں اور بچے دودھ لے جاتے تھے۔

حضرت بابا گلزار نے ۲۹ جنوری ۱۹۴۲ء بروز جمعرات بمطابق ۱۱ محرم الحرام ۱۳۶۱ھ عمر شریف ۹۰ سال وفات پائی۔ آپ کا مزار اقدس موضع شیخ پورہ کہنہ تھانہ گنڈا سنگھ والا ضلع قصور میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

آپ کی رحلت کے بعد بابا محمد ے شاہ سجادہ نشین ہوئے۔ بابا محمد ے شاہ کی وفات آخر اگست ۱۹۶۵ء کو

بھالیکے ضلع شیخوپورہ میں ہوئی اور وہیں آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔ بابا محمدے شاہ کا عرس سال میں دو مر
۲۸٬۲۷ ساون اور ۲۶٬ ۲۷ پوہ کو ہوتا ہے۔ دور دراز سے عقیدت مند حاضر ہو کر روحانی فیوض حاصل کر
ہیں۔

بابا محمدے شاہ کے بعد بابا جھنڈے شاہ زیب سجادہ ہوئے۔ بابا جھنڈے شاہ نے ۲۰ اپریل ۱۹۹۲ء کو وفا
پائی۔ ان کے بعد سجادہ نشین محمد حسین صاحب ہوئے۔

آپ کا مزار مبارک قصبہ گنڈا سنگھ والا سے شمال کی جانب تقریباً ۲ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ مزا
مقدس پر خوبصورت گنبد بنا ہوا ہے۔ گنبد مبارک کے اندر قبر ہے جو حضرت بابا گلزار شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی
ہے۔ آپ کے مزار پر گیارہویں شریف کا ختم شریف ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ ہوتا ہے۔ بابا محمدے شاہ نے
مزار مبارک تعمیر کرایا زائرین کی رہائش کے لئے مکانات بنائے۔ مسجد بنوائی اور لنگر کا اہتمام کیا۔ بابا جھنڈے
شاہ نے دربار شریف کی عمارات میں کافی اضافہ کیا۔ حضرت بابا گلزار شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا عرس سال میں دو
مرتبہ ۲۰٬ ۲۱ ہاڑ اور ۱۷٬ ۱۸ پوہ کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ ملک کے کونے کونے سے عقیدت
مند حاضر ہو کر روحانی فیوض حاصل کرتے ہیں۔

آپ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ سید غلام محی الدین رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک موضع مہالم کلاں
تھانہ گنڈا سنگھ والا ضلع قصور میں زیارت خاص و عام ہے۔

حضرت بابا سید غلام مصطفیٰ شاہ رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا مزار مبارک ضلع قصور تحصیل چونیاں میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کے مزار اقدس پر سبز رنگ
کا خوبصورت گنبد تعمیر ہے۔ گنبد مبارک کے اندر چار قبور ہیں۔ ان میں نمایاں قبر حضرت مصطفیٰ شاہ رحمتہ
اللہ علیہ کی ہے۔ دربار محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ عرس ہر سال ۲۶٬ ۲۷ اگست کو منایا جاتا ہے۔

مزار مبارک میں داخل ہونے والے دروازہ کے اوپر دیوار پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے:

حق چار یار

تعمیر جدید

زیر اہتمام　　محکمہ اوقاف

دربار

قدوۃ السالکین حضرت بابا سید غلام مصطفیٰ شاہ بخاری المعروف بابا متو شاہ ولی

تاریخ تعمیر یکم محرم ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۱ جون ۱۹۹۴ء

زیر نگرانی افتخار حسین جنجوعہ چیئرمین امور مذہبیہ کمیٹی

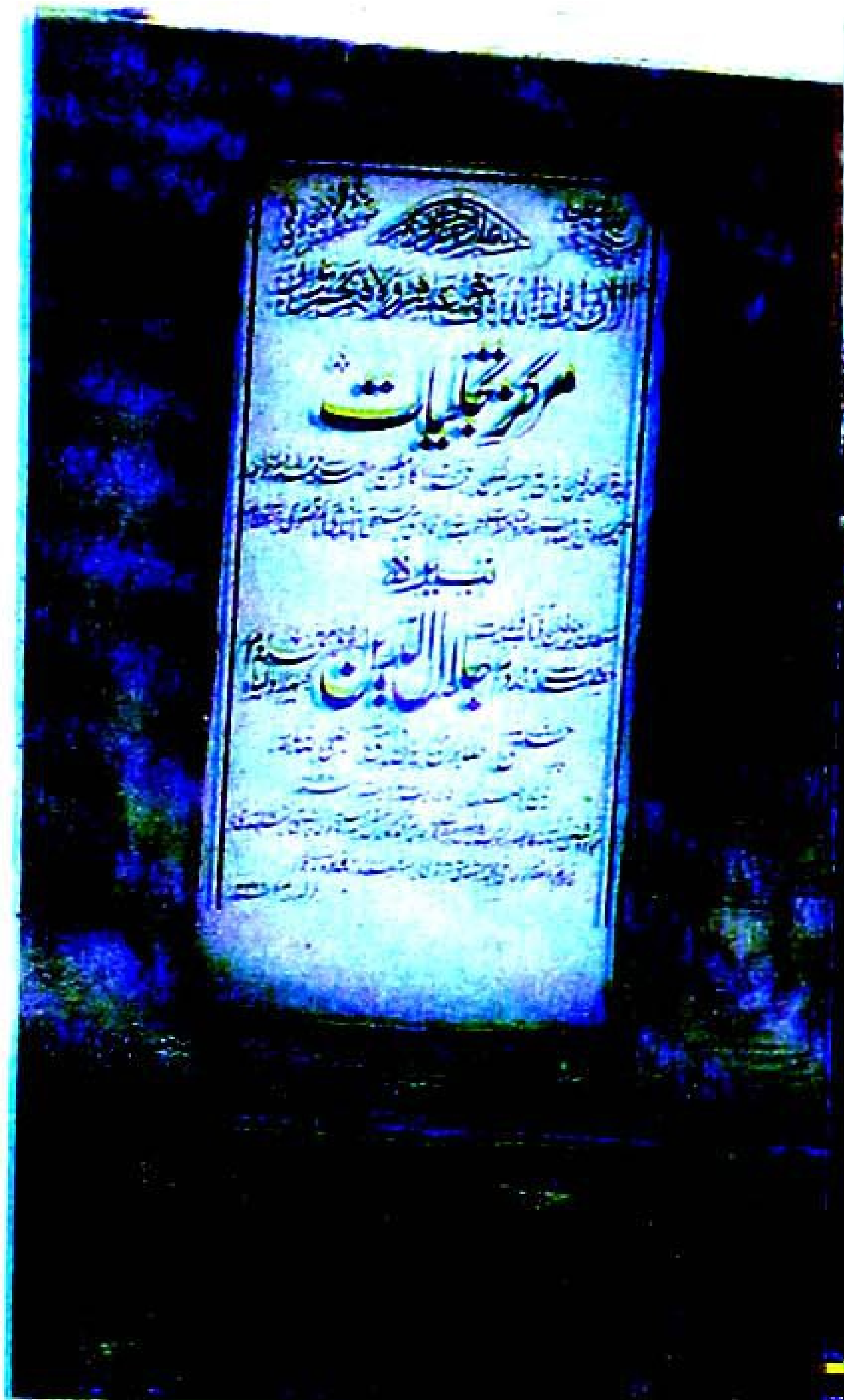
مرکز تجلیات

مزار مبارک حضرت بابا گلاب شاہ رحمۃ اللہ علیہ

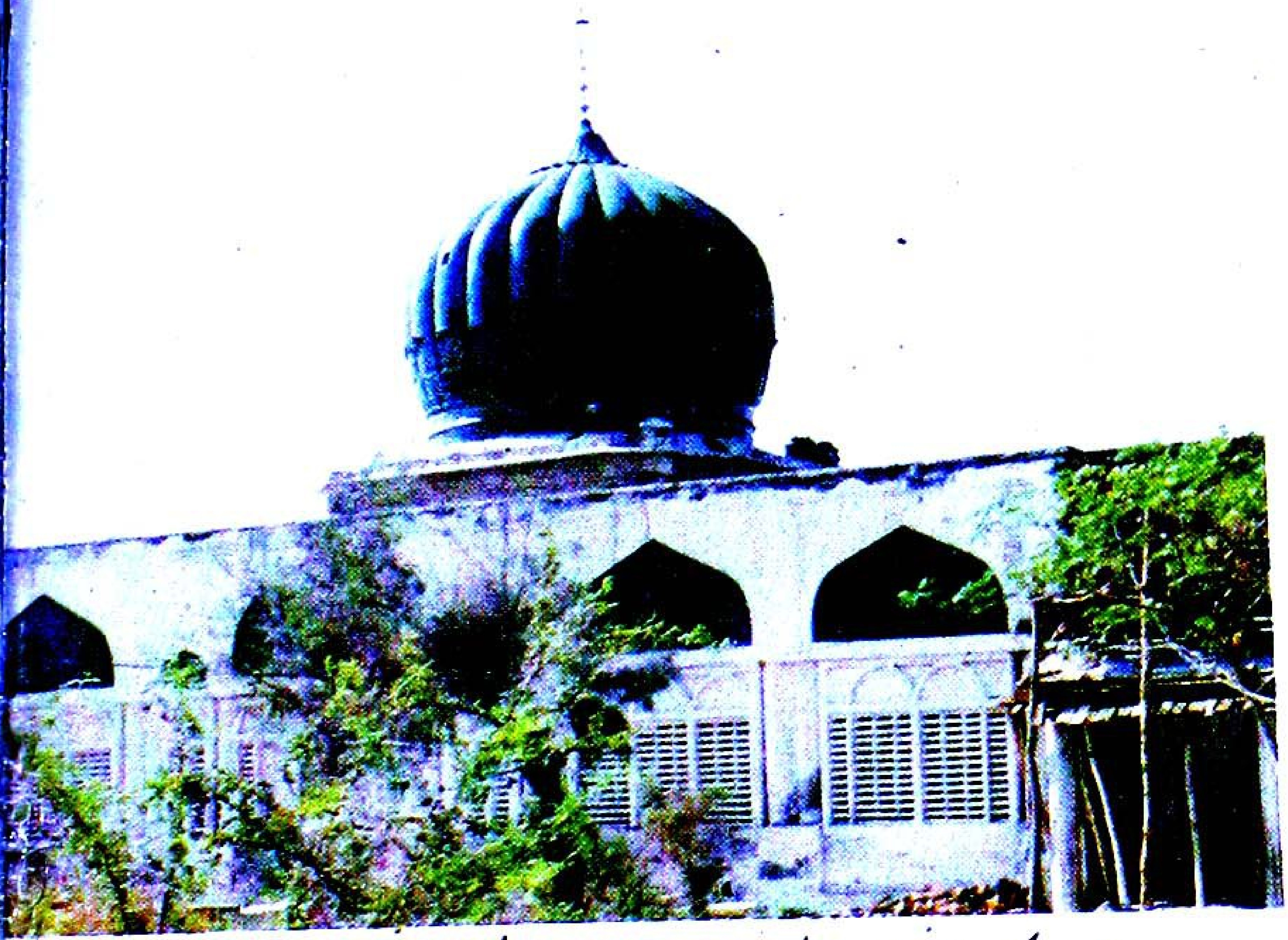

مزار مبارک حضرت بابا مٹھو شاہ رحمتہ اللہ علیہ قبرستان للیانی ضلع قصور

مزار مبارک حضرت محمد رمضان شاہ صابری چشتی رحمۃ اللہ علیہ قبرستان للیانی ضلع قصور

ں کرتے ہیں ـــــــ "حضرت بابا متو شاہ رحمتہ اللہ علیہ سادات گیلانی سے ہیں اوچ شریف سے چونیاں ۹۴۳ھ سے قبل اور حضرت شاہ کمال بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے تشریف لائے"۔

حضرت خواجہ محمد صادق قادری قصوری رحمتہ اللہ علیہ

آپ نبیرہ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کے تھے۔ آپ نے ۵ رجب المرجب ھ کو وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک قبرستان کوٹ غلام محمد خان قصور جانب مغرب جنوب مزار مبارک ضرت محی الدین قصوری رحمتہ اللہ علیہ سے تقریباً ۵۰ میٹر کے فاصلے پر پختہ چار دیواری کے اندر چبوترے زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

آپ کے مزار کے جانب غرب تقریباً ۹۰ میٹر کے فاصلے پر حضرت بابا قاسم علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار بارک مرجع خلائق ہے۔ مزار مبارک کا گنبد خستہ و شکستہ حالت میں ہے۔

حضرت بابا مٹھو شاہ رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا مزار پر انوار مصطفیٰ آباد (للیانی) قبرستان میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ مزار مبارک پر خوبصورت گنبد ہے۔ مزار مبارک کی لوح پر یہ عبارت کندہ ہے۔

یا اللہ　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزار پر انوار

حضرت بابا مٹھو شاہ صاحب ولی

مزار مبارک کے اندر دو قبور ہیں۔ ایک قبر حضرت بابا مٹھو شاہ کی اور دوسری نامعلوم ہے۔ خانقاہ محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ مزار مبارک کی مرمت بطور توسیع کی جاری ہے۔

مزار مبارک حضرت بابا مٹھو شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے جانب جنوب ۳۰ میٹر کے فاصلے پر حضرت محمد رمضان رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ آپ کے مزار مبارک کی لوح پر یہ عبارت درج ہے:

ہادی برحق قبلہ جناب مولائی و مرشدی

حضرت محمد رمضان شاہ صابری چشتی قادری حنفی نور اللہ للیانوی

تاریخ وصال ۱۱ رجب ۱۴۰۰ھ بمطابق ۲۷ مئی ۱۹۸۰ء بروز منگل

ہدیہ عقیدت

خلیفہ اول	میاں محمد رمضان لائلپوری
خلیفہ دوم	صوفی مختار علی لائلپوری
خلیفہ سوم	میاں نیاز علی لائلپوری

قبرستان اور مزارات کے احاطہ سے باہر غربی جانب مسجد مدرسہ اور عید گاہ واقع ہیں۔

حضرت صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ قصور کے شیخ خوجہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو سودائی شیخ کے نام سے مشہور تھا۔ آپ نے ظاہری تعلیم حاصل نہیں کی لیکن خداداد قابلیت کی بناء پر ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ پڑھے لکھے لوگوں کو رشک آتا تھا۔ آپ حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ بیربلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے نہایت مخلص عقیدت منداور سچے جان نثار تھے۔ حضرت میاں صاحب سے عقیدت و محبت کا یہ عالم تھا کہ ان کی وفات کے بعد خزینۂ معرفت کے نام سے عظیم الشان سوانح عمری لکھی۔

روایت ہے کہ ——— "حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ جب بھی قصور تشریف لاتے تو آپ کے ہاں ٹھہرتے اور آپ بھی شرقپور شریف حاضر ہو کر کافی عرصہ تک فرائض خدمت بجالاتے۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی آپ پر خصوصی نظر تھی" ——— آپ اتباع شریعت کا خاص خیال رکھتے تھے اور بڑے شب بیدار تھے۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۲ ذوالحجہ ۱۳۵۰ھ / ۱۹ اپریل ۱۹۳۲ء بروز منگل ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک بڑا قبرستان کوٹ غلام محمد خان قصور میں پختہ چبوترے پر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

مزار پرانوار کی لوح پر یہ تحریر کندہ ہے:

مزار پرانوار

حضرت مولانا قبلہ صوفی محمد ابراہیم قادری نقشبندی مجددی قصوری رحمتہ اللہ علیہ

تاریخ وصال ۱۲ ذوالحجہ ۱۳۵۰ ہجری روز سہ شنبہ

غازی محمد صدیق شہید رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد ماجد شیخ کرم الٰہی فیروزپور چھاؤنی میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ مقیم تھے۔ جو قصور سے تقریباً پندرہ میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ کا نسبی تعلق شیخ برادری سے تھا۔ آپ کے والد پکے چمڑے کا آبائی

کاروبار اختیار کئے ہوئے تھے۔ آپ کی تاریخ پیدائش ٹھیک معلوم نہیں قیاساً آپ ۱۹۱۴ء لگ بھگ پیدا ہوئے۔

غازی صاحب کو پانچ سال کی عمر مسجد میں بٹھایا گیا تاکہ اسلام کی ابتدائی تعلیمات سے روشناس ہوں۔ ۱۹۲۰ء میں آپ فیروزپور کے ایک مدرسہ میں طالب علم کی حیثیت سے داخل ہوئے اور مارچ ۱۹۲۵ء تک پانچویں جماعت پاس کر چکے تھے۔ پانچویں جماعت کے بعد آپ کو چھاؤنی کے قریب ہی تعلیمی ادارے میں داخل کروا دیا گیا۔ جہاں آپ تین سال زیر تعلیم رہے اور ۱۹۲۸ء میں آٹھویں کا امتحان پاس کیا۔ اپنی جماعت میں نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ آپ فارغ اوقات میں اپنے باپ کا کاروبار میں ہاتھ بٹاتے تھے۔ آپ کے والد چند روز کی ناسازی طبیعت کے بعد جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ پر گھریلو ذمہ داریاں شروع سے تھیں۔ آپ ابتداء ہی سے کاروباری معاملات میں کسی خاص دلچسپی کا اظہار نہ کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ دکانداری سے بمشکل گذارہ ہوتا۔ تعلیم کا سلسلہ آپ مجبوراً جاری نہ رکھ سکے۔ مکتب سے قطع تعلق کر لینے کے بعد دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ محفل میلاد منعقد کروانا تو گویا ایک معمول تھا۔ نعت نہایت خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔

غازی محمد صدیق شہید رحمتہ اللہ علیہ مصنف رائے محمد کمال ص ۱۴۱ پر تحریر کرتے ہیں ——— "آپ نے حضرت شیخ محمد صاحب محلہ پیرانوالہ نزد دہلی دروازہ فیروزپور کے دست حق پرست پر بیعت کی اور اس کے ساتھ حفظ قرآن کے لئے بھی کوشاں رہنے لگے۔ حضرت قبلہ غازی صاحب تہجد گذار تھے۔ شب بیداری اور ذکر میں مشغول رہنا آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ نماز عشاء کے بعد دیر تک وظائف اور درود و سلام میں محو رہتے۔ ناشتے سے فارغ ہو کر دکان پر چلے جاتے۔ عصر کی نماز کے بعد آپ اپنے مرشد کامل کے آستانہ عالیہ پر جا پہنچتے۔ وہاں ان کا زیادہ وقت تلاوت قرآن حکیم میں گزرتا"۔

روزنامہ انقلاب لاہور ۷ دسمبر ۱۹۳۴ء بحوالہ غازی محمد صدیق شہید رحمتہ اللہ علیہ کی اشاعت کے مطابق ——— "مسمی پالا مل نے بے ادبوں کا کھلم کھلا سلسلہ شروع کر رکھا تھا سولہ مارچ کو جبکہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ مردود مذکور نے نہ صرف نماز کا مذاق اڑایا بلکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق بھی نازیبا کلمات کہے اور شان رسالت مآبؐ میں صریحاً" گستاخی کی۔ ایک شخص محمد کلیم جو مسجد کے قریب ہی دکان کرتا تھا۔ طیش میں آ گیا۔ اس غیور مسلمان کے بدلتے ہوئے تیور دیکھ کر شاتم نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے بھاگ نکلا۔

اس حرکت پر پورے شہر میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ مسلم معززین کے مشورے پر محمد کلیم پیر صاحب نے عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا۔ مسٹر ٹیل مجسٹریٹ درجہ اول لاہور نے بڑی تندی سے مقدمہ پر جرح قدح کی کئی ماہ تک یہ کیس عدالت میں زیر سماعت رہا بالآخر فریقین کے دلائل سننے کے بعد مجسٹریٹ مذکور نے اپنے فیصلے میں لکھا ——— "میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ملزم نے واقعی توہین رسولؐ کی ہے جس سے

مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوئے اور سخت فساد کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس لئے پالا مل سنار کو چھ ماہ قید اور دو صد روپے کی سزا دی جا رہی ہے" ـــــــ ملزم نے اس فیصلہ کے خلاف سیشن کورٹ میں اپیل کی سیشن جج نے اس کو تا فیصلہ ضمانت پر رہا کر دینے کا حکم صادر کر دیا۔

غازی محمد صدیق شہید رحمتہ اللہ علیہ کے مصنف رائے محمد کمال ص ۴۸ پر لکھتے ہیں ـــــــ "انہی دنوں کا ذکر ہے۔ ایک رات غازی محمد صدیق صاحب نیند میں تھے۔ آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ قصور میں ایک بدنصیب ہندو پے در پے ہماری شان میں گستاخیاں کرتا چلا جا رہا ہے جاؤ اس کی ناپاک زبان کو لگام دو۔ غازی محمد صدیق رحمتہ اللہ علیہ نے والدہ سے عرض کیا مجھے خواب میں ایک دہن دراز کافر دکھلا کر بتایا گیا ہے۔ اسے گستاخی کا مزہ چکھاؤ کہ آئندہ کوئی شاتم رسول اس امر کی جرات نہ کر سکے"۔

آپ کو والدہ صاحبہ کی طرف سے جواب ملا ـــــــ "تمہارے بہن بھائی یتیم ہیں، تم ہی ان کی کفالت کرتے ہو کیوں نہ اس بارے میں کسی عالم دین سے پوچھ لیا جائے" ـــــــ آپ ایک مفتی صاحب سے ملے اور شرعی موقف دریافت کیا۔ انہوں نے فتویٰ دیا کہ بوجوہ اگر آپ کا کوئی چھوٹا یا بڑا بھائی موجود نہیں تو اجازت محال ہے۔ بصورت دیگر یہ فریضہ تکمیل ایمان کی شرط ہے۔ ماں نے خوشی خوشی اپنے لخت جگر کو ناموس رسولؐ پر قربان ہونے کی اجازت دے دی" ـــــــ غازی محمد صدیق شہید رحمتہ اللہ علیہ فیروزپور چھاؤنی سے قصور پہنچا یہاں آپ نے چھوٹے ماموں شیخ محمد شفیع صاحب کے ہاں قیام کیا۔ لیکن چار دن گزر جانے کے بعد انہیں شک گزرا کہیں آپ اہل خانہ سے ناراض ہو کر نہ آئے ہوں۔ استفسار کیا گیا۔ مگر آپ نے یہ کہہ کر یقین دلایا کہ میری آمد ایک نہایت ہی ضروری کام کے سبب ہے اور انشاء اللہ بہت جلد اس سے فارغ ہو جاؤں گا۔

غازی محمد صدیق شہید رحمتہ اللہ علیہ کے مصنف رائے محمد کمال ص ۵۲ پر درج کرتے ہیں ـــــــ "غازی محمد صدیق شہید رحمتہ اللہ علیہ ہر روز مغرب کی نماز حضرت بابا بلھے شاہ کے مزار اقدس سے ملحقہ مسجد میں ادا کرتے۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۳۴ء کی شام کا واقعہ ہے۔ آپ دربار سے بالکل نزدیک نیم کے درخت سے ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ اتنے میں ایک ایسا شخص دکھائی دیا جس نے چہرے پر کسی حد تک نقاب اوڑھ رکھا تھا۔ آپ نے پوچھا تو کون ہے کہاں سے آیا ہے اور یہاں کیا کرتا ہے اس نے اپنا نام بتانے میں تامل کیا۔ ہاتھا پائی ہو گئی اس کے منہ سے پردہ ہٹ گیا اور اس کی مکروہ صورت بالکل صاف دکھائی دینے لگی۔ آپ نے پہچان لینے کے بعد فرمایا میں تاجدار مدینہ کا غلام ہوں۔ کئی دنوں سے تلاش میں تھا۔ آپ نے تہبند سے رمبی (چمڑا کاٹنے کا اوزار) نکالی اور للکارتے ہوئے اس پر حملہ آور ہو گئے۔ حضرت قبلہ غازی صاحب متواتر وار کئے جا رہے تھے اور ساتھ زور زور نعرہ تکبیر لگا کر بے غیرت پر برس پڑے۔ واقعات کے مطابق ساڑھے سات بجے شان رسالتؐ میں گستاخی کی جسارت کرنے والا یہ گھناؤنا کردار جسے لوگ لالہ پالا مل شاہ

کے نام سے جانتے تھے۔ جہنم واصل ہو گیا"۔

۲۰ ستمبر ۱۹۳۴ء کو روزنامہ سیاست لاہور کے پرچہ میں یہ خبر ان الفاظ میں شائع ہوئی ——— "قصور ضلع لاہور ۱۷ ستمبر گذشتہ شب ۱۱ بجے کے قریب قصور سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ لالہ پالا مل شاہ ساہو کار کو شام کے ساڑھے سات بجے قتل کر دیا گیا ہے۔ اس قتل کے سلسلے میں ایک مسلمان محمد صدیق کو گرفتار کیا گیا ہے۔ پالا شاہ کے خلاف توہین اسلام کے الزام میں مقدمہ چلتا رہا۔ مسٹر نیل مجسٹریٹ لاہور کے پالا مل کو چھ ماہ قید اور ۲۰۰ روپے جرمانہ کی سزا دی اس فیصلے کے خلاف اس نے مسٹر بھنڈاری سیشن جج لاہور میں اپیل دائر کی تھی۔ اس کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ قتل بلھے شاہ کی خانقاہ میں ہوا اور قتل کے الزام میں محمد صدیق کو گرفتار کیا گیا ہے۔ پولیس بڑی تندہی سے تفتیش کر رہی ہے"۔

سیشن کورٹ میں حافظ غازی محمد صدیق کے مقدمہ کی سماعت چھ دسمبر ۱۹۳۴ء کو سینٹرل جیل لاہور میں مسٹر سیل سیشن جج کے روبرو شروع ہوئی۔ سیشن کورٹ نے پروانہ شمع رسالت بطل حریت حافظ محمد صدیق رحمتہ اللہ علیہ کو سزائے موت کا حکم سنا دیا۔

سیشن کورٹ کے فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ لاہور میں اپیل گذاری گئی۔ عدالت عالیہ میں مرافعے کی سماعت ۳۱ جنوری ۱۹۳۵ء کے روز منظور ہوئی۔ فیصلہ صادر کرنے کے لئے ایک ڈویژنل بنچ تشکیل دیا گیا۔ اس میں چیف جسٹس اور جسٹس عبدالرشید شامل تھے۔ ان کے روبرو میاں عبدالعزیز بار ایٹ لاء پیش ہوئے۔ جج صاحبان نے سیشن کورٹ کی سزا بحال رکھی۔ درخواست کو مسترد کر دیا۔

غازی محمد صدیق شہید رحمتہ اللہ علیہ کے مصنف رائے محمد کمال ص ۶۹ پر تحریر کرتے ہیں ——— "۵ مارچ ۱۹۳۵ء کے اخبارات میں لکھا تھا کہ رات قصور سے بذریعہ فون اطلاع پہنچی ہے کہ غازی محمد صدیق صاحب کے ایک عزیز کی طرف سے کی جانے والی درخواست رحم کو وائسرائے ہند نے مسترد کر دیا اور کل صبح سات بجے آپ کو فیروز پور ڈسٹرکٹ جیل میں جام شہادت پلا دیا جائے گا۔ ساڑھے دس بجے تک غازی صاحب کے ورثاء آپ کی نعش کو فیروز پور جیل سے حاصل کر کے قصور لا سکیں گے۔ جہاں ایک بجے بعد از دوپہر نماز جنازہ کا پروگرام طے پا چکا ہے"۔

۷ مارچ ۱۹۳۵ء کو روزنامہ زمیندار لاہور' انقلاب اخبار' جریدہ سیاست لاہور میں مندرجہ ذیل مضمون کی خبر ملے جلے حروف کے ساتھ درج تھی۔

"کل سات بجے صبح فیروز پور ڈسٹرکٹ جیل میں غازی محمد صدیق صاحب کو جام شہادت پلا دیا گیا۔ آٹھ بجے کے قریب جیل کے عملہ نے شہید کی نعش ورثاء کے حوالے کر دی۔ پھولوں سے بجی ہوئی ایک لاری میں جو پہلے سے تیار کھڑی تھی' آپ کی میت کو قصور لایا گیا۔

فیروز پور قصور تک سڑک کے دو رویہ لاتعداد کلمہ گو لوگ کھڑے تھے۔ جو عقیدت میں ڈوب کر درود پاک کا ورد کر رہے تھے۔ مختلف جگہوں پر ہزاروں عقیدت مند شہید رسالت کی زیارت سے فیضیاب

ہوئے۔ جنازہ عیدگاہ کے قریب اسلامیہ ہائی سکول قصور کے ہال کمرے میں رکھا گیا۔ ٹھیک ایک بجے جنازہ اٹھایا گیا اور ایک جلوس کی صورت میں نصف میل کا فاصلہ پورے تین گھنٹے میں طے ہوا۔ نماز جنازہ میں ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ غازی محمد صدیق شہید چھ بجے شام سپرد خاک ہوئے"۔

آپ نے ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۶ مارچ ۱۹۳۵ء بروز بدھ صبح سات بجے جام شہادت نوش کیا۔ آپ کا مزار مبارک شہر قصور کچہری روڈ کوٹ غلام محمد خان سے مشرقی جانب قبرستان نو مسلم بزرگ کے مزار کے بالکل قریب مرجع خلائق ہے۔ مزار مبارک خستہ و شکستہ حالت میں ہے۔ شکستہ لوح مزار پر تاریخ وصال اور کلمہ طیبہ کے علاوہ درج ذیل قطعہ رقم ہے۔ فارسی کے ان اشعار سے پروانہ شمع رسالت کی تاریخ شہادت بھی نکالی گئی ہے۔

عاشق رسول حافظ غازی محمد صدیق شہید رحمتہ اللہ علیہ

صدیق چوں شہید رہ لا اللہ شد
مسند نشین عشق بصد عزوجاہ شد
آمد ندا زغیب کہ آں مرد سرفروش
خاک رہ جناب رسالت پناہ شد

۱۹۳۵ء

تاریخ وصال ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ / ۶ مارچ ۱۹۳۵ء

حضرت حاجی میاں محمد الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی پیدائش کوٹ مراد خاں قصور کے ایک ارائیں گھرانے میں ہوئی۔ والد گرامی کا اسم گرامی جناب الہ دین تھا۔ آپ نے دینی تعلیم حضرت مولانا سید عبدالحق شاہ رحمتہ اللہ علیہ (قصور) سے حاصل کی اور پھر حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

اولیائے نقشبند نمبر کے ص ۱۴۱ پر درج ہے ـــــ "آپ حضرت حاجی عبدالرحمٰن قصوری رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ہی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اس لحاظ سے آپ کے ان سے گہرے روابط تھے اسی بناء پر آپ نے شرقپور جاکر ساڑھے چار سال تک حضرت حاجی صاحب کی بہت خدمت کی اور حاجی صاحب نے آپ کو خدمت سے خوش ہو کر اجازت و خلافت سے نوازا"۔

آپ بہت بڑے صوفی و عابد و زاہد بزرگ تھے۔ تمام عمر دین متین کی خدمت کرتے رہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی توسیع و اشاعت کی بھرپور سعی کی۔ ہر وقت ذکر و اذکار میں مشغول رہتے۔ دو مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

قبر مبارک حضرت
محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

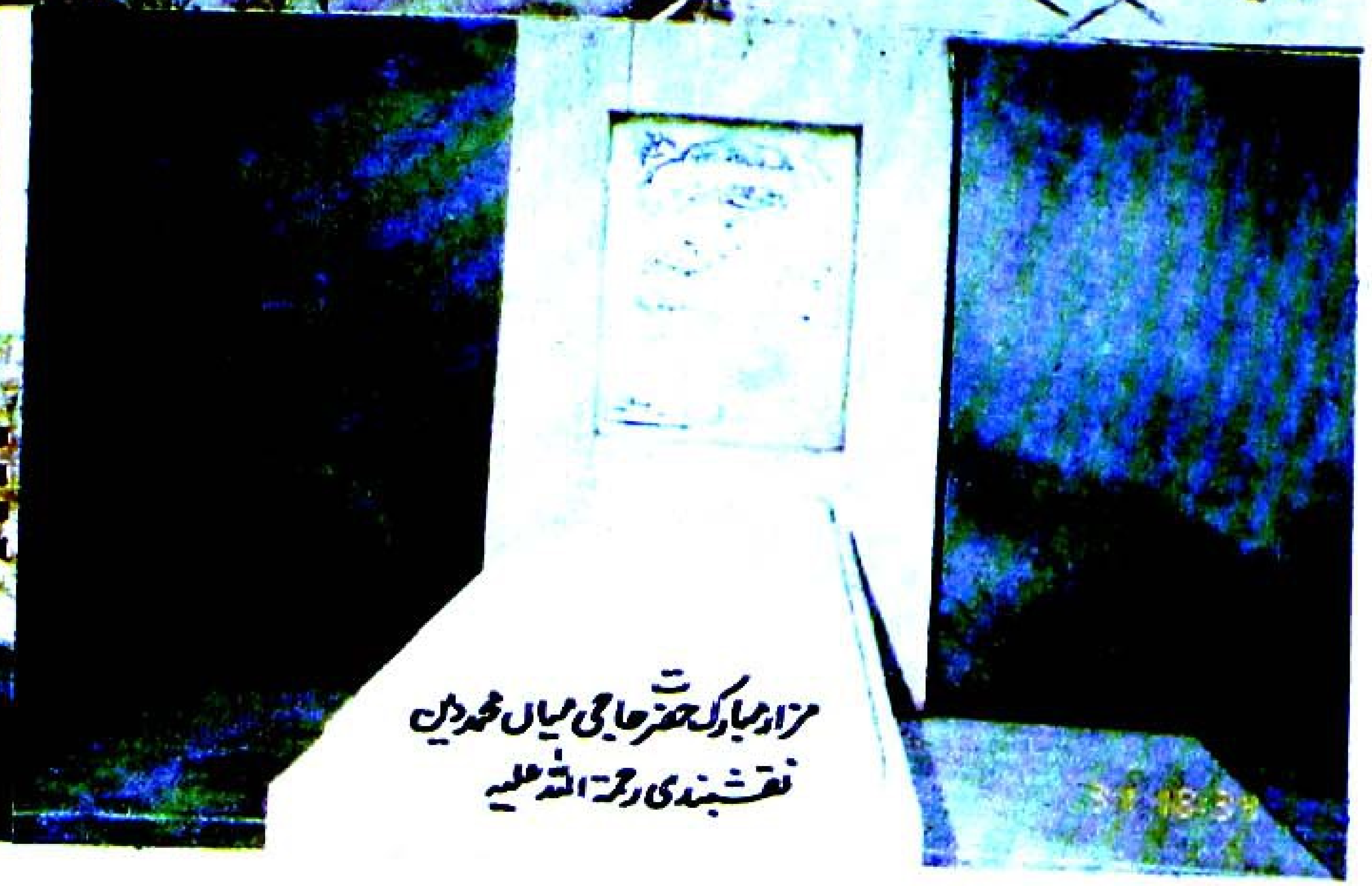

مزار مبارک حضرت حاجی میاں محمد دین
نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

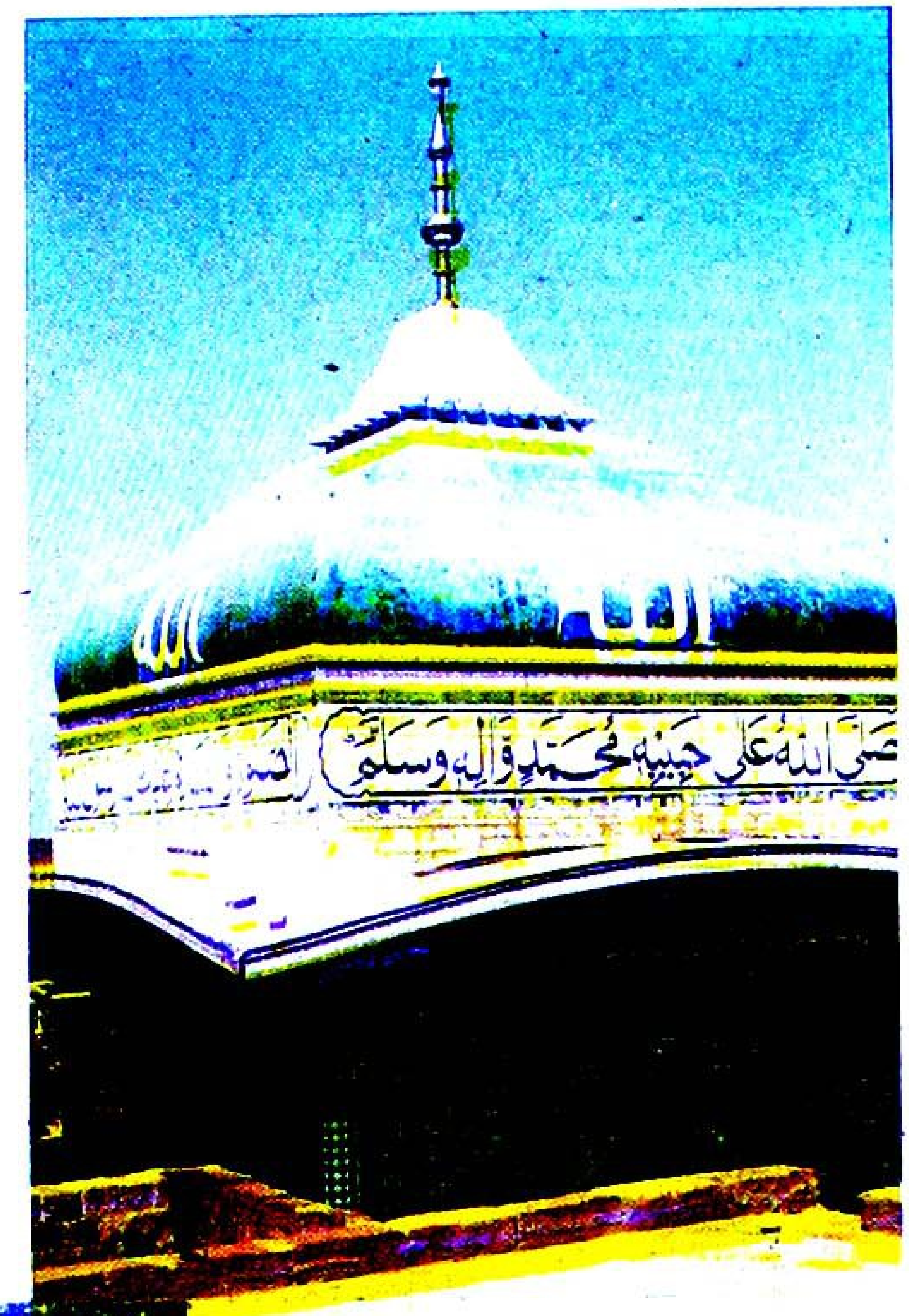

مقبرہ حضرت پیر محمد عبدالعزیز
رحمۃ اللہ علیہ
اندرون کوٹ غلام محمد خان قصور

مقبرہ حضرت حاجی احمد یار نقشبندی
رحمۃ اللہ علیہ
چوک پیواں کھیدی روڈ قصور

آپ کی وفات ٦ جمادی الثانی سنہ ۱۳۹۵ھ / ۱۷ جون سنہ ۱۹۷۵ء بروز منگل ایک بجے دوپہر کو ہوئی۔ بستی چراغ شاہ قصور میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔

آپ کا مزار مبارک قبرستان بستی چراغ شاہ قصور میں مکان کے اندر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ صاحبزادہ محمد سعید صاحب سجادہ نشین ہیں۔

حضرت پیر محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

آپ مرید و خلیفہ حضرت خواجہ نور محمد نقشبندی قلعہ شریف لاہوری کے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰ اپریل ۱۹۱۲ء حسین خان والا چک نمبر ۸ چونی ضلع قصور میں ہوئی۔ والد کا نام میاں گوہر علی تھا۔ قوم باجوہ جٹ سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ نے گاؤں کی جامع مسجد سے قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد مختلف مقامات پر اکتساب علم کیا۔ دورہ حدیث شریف سہارنپور میں پڑھنے کے بعد واپس اپنے گاؤں میں تشریف لے آئے اور تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ صوفیاء کرام کے گروہ کے بے حد مخالف تھے۔ جہاں کہیں کوئی پیر صوفی اور درویش نظر آیا انہوں نے جھٹ مناظرہ کی دعوت دے دی اور اپنے علم و فضل کے جوہر دکھانے کی کوشش کرتے۔

حضرت خواجہ نور محمد قلعہ شریف رحمتہ اللہ علیہ موضع ڈھانہ میں جلوہ افروز ہوئے تو آپ بھی وہاں جا پہنچے۔ مذہبی بات چیت شروع ہو گئی بات بڑھتی بڑھتی مناظرہ تک پہنچ گئی۔ علم غیب' ندائے یارسول اللہ اور بشریت مصطفوی پر مناظرہ شروع ہو گیا مگر ہر بات پر شکست کھاتے رہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ آپ کی ہر دلیل کو رد فرما دیتے۔ خواجہ صاحب نے اس میدان میں پچھاڑ دیا۔

اس واقعہ کے بعد آپ واپس اپنے گاؤں آ گئے مگر دل میں خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی حقانیت کا نقش ثبت ہو چکا تھا۔ چند ماہ بعد لاہور میں حاضر خدمت ہو گئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے آپ کو اپنا مرید کر لیا۔

بیعت فرمانے کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے کوٹ غلام محمد خان قصور میں امامت و خطابت کے فرائض سنبھالنے کا حکم دیا۔ آپ نے قصور میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیم کو فروغ دیا۔

یاران طریقت کی دیرینہ خواہش پر کنگن پور تشریف لے گئے۔ مسجد تھانہ والی میں خطبہ جمعہ کے لئے منبر رسول پر فضائل رسول پر وعظ فرما رہے تھے تقریباً ۱۵ منٹ وعظ کیا اسی دوران وجدانی کیفیت طاری ہوئی آپ اپنے حواس خمسہ کے توازن کو بحال نہ رکھ سکے آخر اسی حالت میں چار گھنٹے کی لگاتار سکر کی حالت میں واصل بحق ہوئے۔

آپ نے ۸ اپریل ۱۹۷۵ء بروز جمعتہ المبارک وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک اندرون کوٹ غلام محمد

خان قصور میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت خواجہ پیر محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کا مقبرہ حضرت میاں میر قادری لاہوری اور خواجہ غلام مرتضٰی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کے نمونے پر ایک بلند چبوترے پر نہایت عالی شان گنبد کی صورت میں ہے۔ مقبرہ کے اندر اور باہر خوبصورت نقاشی کا کام کروایا گیا ہے جو لاجواب ہے۔ تعویذ اور فرش سنگ مرمر کا لگوایا گیا ہے جس میں سنگ موسیٰ کی پچی کاری کا کام ہے۔

گنبد کی اندرونی دیواروں پر قصیدہ بردہ شریف کندہ ہے۔ چھت پر کلمہ طیبہ یااللہ 'یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور درود شریف بھی لکھا ہوا ہے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے محمد عبدالرسول ایم اے ایل ایل بی سجادہ نشین ہیں۔

حضرت صوفی محمد شفیع نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کی ولادت تقریباً ۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۱۲ء کو موضع توڑے پور میں ہوئی جو قصور شہر سے تقریباً ۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام میاں قمرالدین تھا۔ آپ کی والدہ کی رحلت کے بعد آپ کے والد گرامی توڑے پور سے کوٹ حلیم خان قصور میں تشریف لے آئے۔ آپ نے علوم ظاہری حضرت حافظ دولت خان رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کئے۔ تحصیل علوم کے بعد حضرت سید حمید گل شاہ سواتی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ شیخ کامل نے آپ کو تھوڑے ہی عرصہ میں اجازت و خلافت سے نوازا اور مخلوق خدا کی روحانی تربیت کرنے کا حکم دیا۔

آپ شریعت کی سختی کے ساتھ پابندی کرتے اور مریدوں کو بھی شریعت کی پابندی کرنے کی ہدایت کرتے۔ آپ درویش کامل اور فنافی الرسول تھے۔

آپ نے ۱۵ ذیقعد ۱۴۰۵ھ بمطابق ۳ اگست ۱۹۸۵ء کو وصال فرمایا۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو بیرون کوٹ حلیم خان میں سپرد خاک کیا گیا۔

آپ کا مزار مبارک بیرون کوٹ حلیم خاں میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ مزار مبارک کے اوپر خوبصورت گنبد تعمیر ہے۔ گنبد کا اندرونی حصہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ بیرونی حصہ ابھی زیر تعمیر ہے۔ آپ کے صاحبزادے صوفی غلام نبی سجادہ نشین ہیں۔

حضرت صوفی محمد نقیب اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے والد گرامی کا نام سید زید اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ تھا۔ قوم پٹھان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا

تعلق مشہور سلسلہ طریقت ابو العلائی نقشبندی، چشتی صابری جہانگیری سے تھا۔ حق گو لاہور ہفت روزہ کے
اس ۱۲ پر درج ہے ——— "آپ اسی برس تک شب و روز راہ گم کردوں کی راہنمائی کے فرائض سرانجام
دینے والی شمع انوار ہدایت تھے"۔

حضرت پیر نقیب اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے چند ارشادات:

۱۔ باوضو رہنا نہایت ہی اولیٰ ہے۔

۲۔ نماز باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔ نماز جمعہ قضا نہ کرو۔

۳۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے اور جیسی نیت ویسی ہی مراد ملتی ہے۔

۴۔ اپنا بوجھ مریدوں یا خلقت پر نہ ڈال کم ہو یا زیادہ خود محنت کر اور مخلوق خدا کی خدمت کر اس میں عظمت ہے۔

۵۔ بھیڑیا اس بکری کو کھاجاتا ہے جو ریوڑ سے بچھڑ جاتی ہے اس طرح جو مرید پیر سے دور ہو گیا اس کو شیطان کھا گیا۔

۶۔ فرمانبرداری ظاہری اور باطنی رابطہ رکھنا جس قدر پیر کی گرفت مضبوط ہو گی اسی قدر فائدہ ہو گا۔

۷۔ فضول کاموں اور باتوں کو چھوڑ دینا نہایت ضروری ہے۔

۸۔ کم بولنا اور کم کھانا جس نے خاموشی اختیار کی اس نے خدا کی راہ پائی۔
زندگی سراپا بندگی ہے۔ یہ کھاتے پیتے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے غرضیکہ زندگی کے ہر ایک کام میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو۔

آپ نے ۲۷ رمضان مبارک ۱۴۱۵ھ بمطابق یکم اپریل ۱۹۹۵ء کو وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک نقیب آباد نزد قصور میں مرجع خلائق ہے۔ کرنل صوفی عظمت اللہ شاہ صاحب سجادہ نشین ہیں۔ ۲۸ جون ۱۹۹۵ء کو حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کا سنگ بنیاد حضرت صوفی محمد عظمت اللہ شاہ سجادہ نشین نے جید خلفاء کی موجودگی میں رکھا۔ آپ کا مزار مبارک جدید طرز سنگ مرمر سیاہ پتھر سے بنا ہوا ہے۔ مزار مبارک کے ساتھ خوبصورت سنگ مرمر کی مسجد بھی ہے۔ مسجد کے غربی جانب آپ کی زوجہ محترمہ کا گنبد نما مزار بھی ہے۔

حضرت نیک مرد رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا مزار مبارک تحصیل چونیاں قصبہ کنگن پور میں تھانہ کنگن پور سے ۲۰ میٹر کے فاصلے پر مرجع خلائق ہے۔ مزار مبارک پر گنبد تعمیر ہے۔ مزار مبارک کے اردگرد پختہ چاردیواری ہے۔ قبر کافی لمبی ہے۔ مزار مبارک کے باہر چند قبور ہیں۔ مزار مبارک محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔

ٹھینگ موڑ سے کنگن پور جانے والی سڑک پر ۱۰ کلو میٹر کے فاصلے پر شام کوٹ میں بابا رحمت شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

حضرت حافظ نور احمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حافظ نور احمد ابن مولانا محمد حسین ابن حضرت مولانا میاں غلام احمد کی ولادت ۴/۳ دسمبر ۱۹۰۷ء منگل بدھ کی درمیانی شب رہتک شہر (بھارت) میں ہوئی۔ آپ کا تعلق "شیخ (کھوجہ) خاندان کی گوت "مرالی"" سے تھا۔ آپ کے والد گرامی بسلسلہ ملازمت کرنال میں قیام پذیر تھے۔ ذرا ہوش سنبھالا تو کرنال میں حافظ جمال الدین سے قرآن پاک حفظ کیا۔ ۱۹۲۶ء میں گورنمنٹ ہائی سکول کرنال سے میٹرک کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ پھر میڈیکل سکول امرتسر میں داخلہ لے لیا۔ دوران تعلیم ہی ۱۹۲۷ء میں والد گرامی کے دست حق پرست پر سعادت بیعت حاصل کی۔

حضرت مولانا محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ نے بی اے کرنے کے دوران ہی حضرت علی پوری کے دست حق پرست پر بیعت کر لی تھی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد آپ کو خلعت خلافت بھی عطا ہوئی۔ بعد ازاں حضرت بابا فقیر محمد چوراہی نے بھی دستار خلافت عطا فرمادی تھی۔

۱۹۲۷ء میں میڈیکل سکول امرتسر کی طالب علمی کے دوران ہی حضرت محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ کی رحلت ہوئی جس کے سبب سلسلہ تعلیم منقطع ہو گیا اور واپس اپنے وطن قصور تشریف لے آئے اور اپنے آبائی پیشہ تجارت کو ذریعہ معاش بنایا۔

۱۱ مئی ۱۹۵۱ء کو سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ میں حضرت علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے شرف خلافت سے نوازا۔

آپ کے والد مولانا محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ اول تھے اور آپ خلیفہ آخر۔ آپ کئی بار سعادت حج و زیارت مدینہ شریف سے مشرف ہوئے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کو فروغ دیا۔

آپ نے ۱۰ جمادی الثانی ۱۴۰۶ء مطابق ۲۰ فروری ۱۹۸۶ء بروز جمعرات وفات پائی۔ آپ کے مزار مبارک قبرستان کوٹ غلام محمد خان قصور نزد مدنیہ مسجد منیر شہید روڈ پر مرجع خلائق ہے۔

آپ کے مزار پر شاندار گنبد تعمیر ہے۔ اندرونی حصہ سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے۔ بیرونی حصہ ابھی نامکمل ہے۔

آپ کی لوح مزار پر یہ عبارت تحریر ہے:

حضرت حاجی حافظ نور احمد قصوری رحمتہ اللہ علیہ

خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت امیر ملت الحاج حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہ العزیز

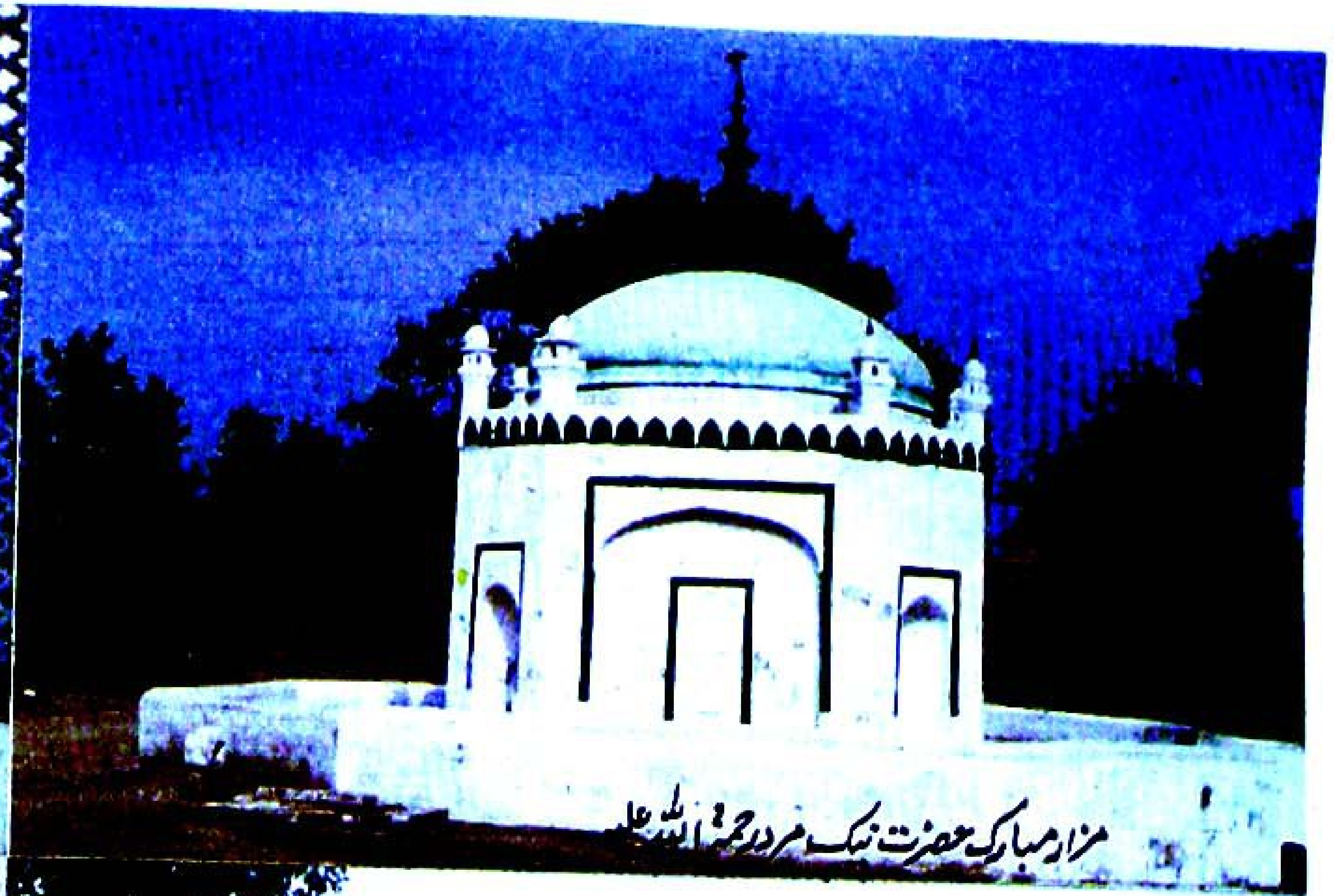

مزار مبارک حضرت ننگ مرد رحمۃ اللہ علیہ

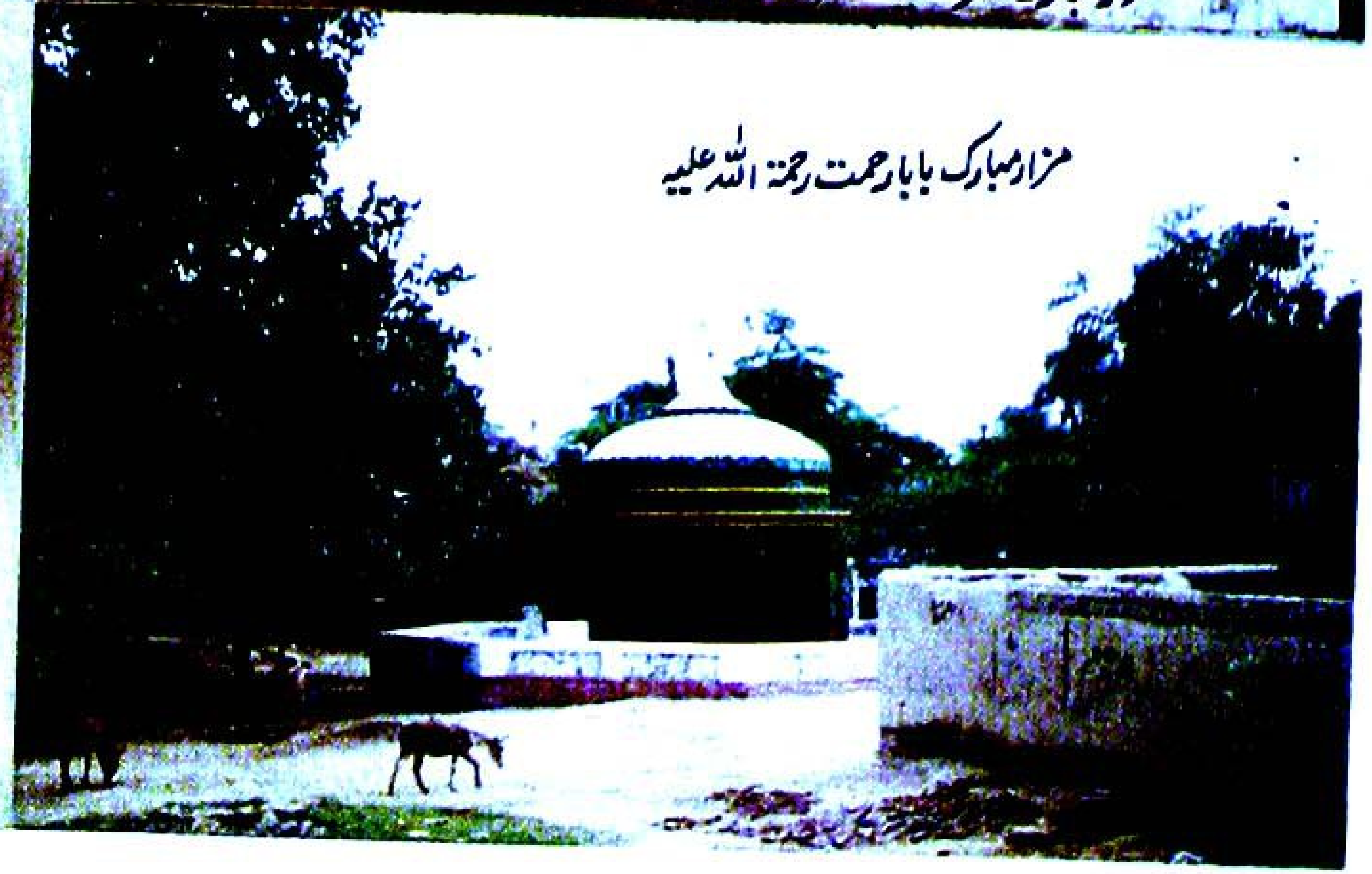

مزار مبارک بابا رحمت رحمۃ اللہ علیہ

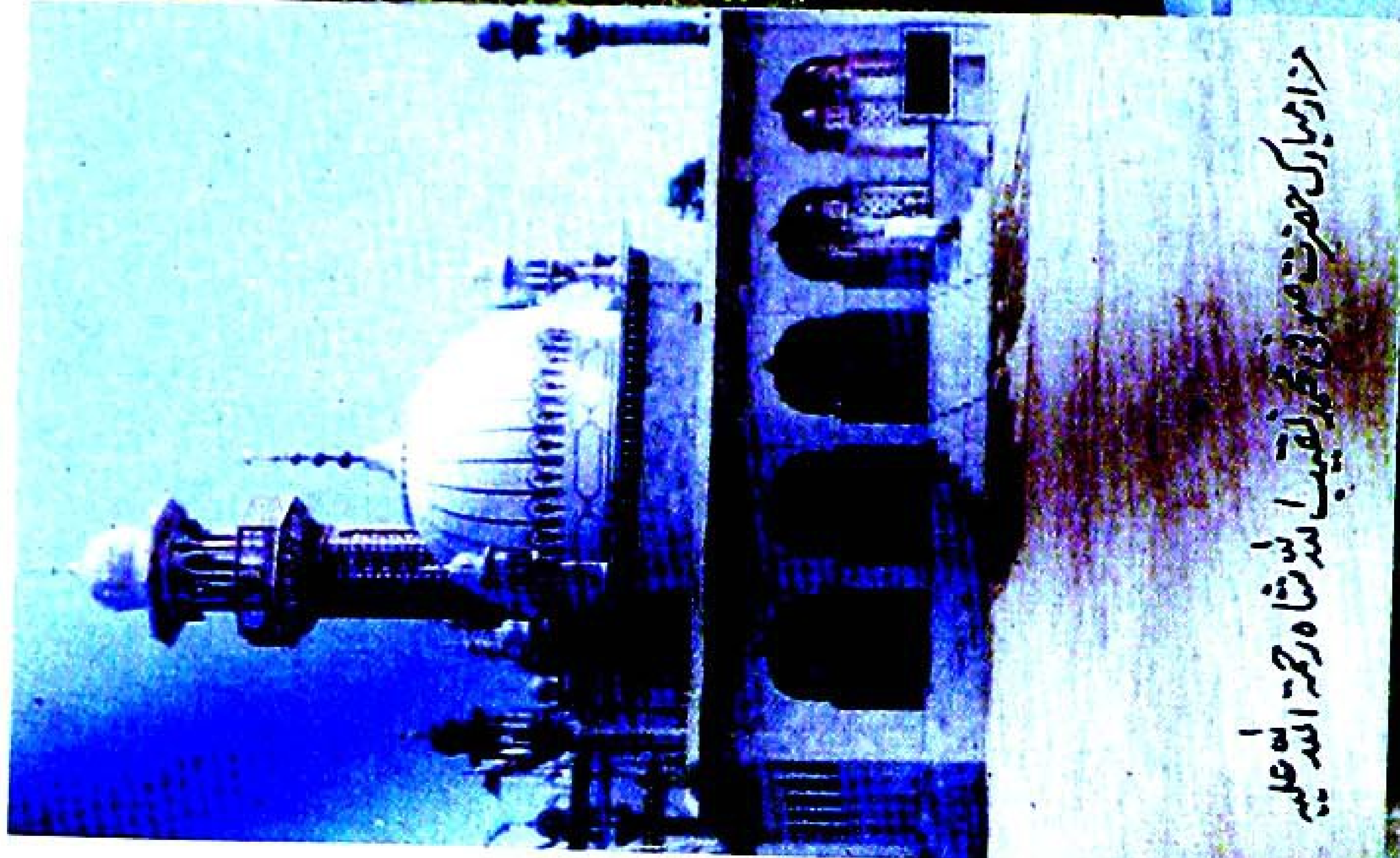

مزار مبارک حضرت صوفی محمد لقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

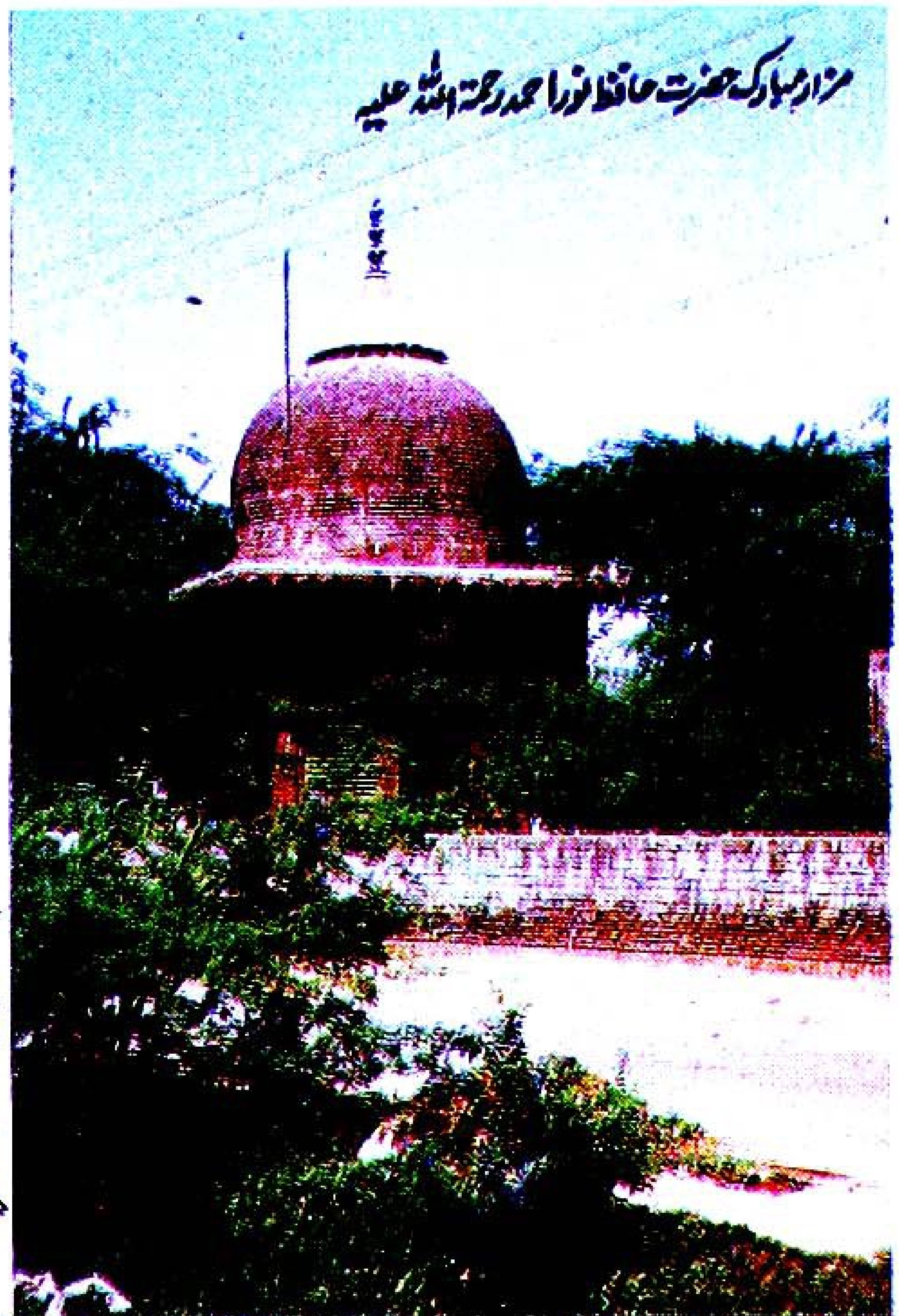
مزار مبارک حضرت حافظ نور احمد رحمۃ اللہ علیہ

حافظ برگزیدہ مخدوم جہاں

۱۹۸۶ء

یوم وصال جمعرات ۱۰ جمادی الثانی ۱۴۰۶ھ / ۲۰ فروری ۱۹۸۶ء

کیمیا پیدا کن از مشت گلے

بوسہ زن بر آستان کاملے

مزارک مبارک کے غربی جانب گنبد کے تین میٹر کے فاصلے پر آزلوی کے عظیم مجاہد نظام لوہار مغل کی قبر ہے۔ قبر سفید پتھر کی بنی ہوئی ہے جس پر یہ لکھا ہوا ہے۔

نظام لوہار مغل

حضرت پیرو توشوریانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ قطب الاقطاب اور غوث زمانہ تھے۔ تواریخ افغانی میں درج ہے کہ ــــــ "آپ شروع جوانی میں تلاش مرشد میں بہت پھرے کہیں تسلی نہ ہوئی۔ آخر خراسان کے قصبہ چشت میں تشریف لائے جہاں شیخ للاسلام خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے علم ہدایت بلند کیا ہوا تھا۔ ۳۰ سال ان کی خدمت میں رہے پھر خرقہ خلافت پایا وطن واپس تشریف لائے۔ رشد و ہدایت و اشاعت دین اسلام میں مشغول ہو گئے۔ بہت سے خویشگی جن کا قصور میں قیام تھا۔ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے"۔

اولیائے قصور میں مولوی محمد شفیع تحریر کرتے ہیں ــــــ "آپ سلسلہ چشت کے اکابر بزرگوں میں تھے۔ جن کا فیض مدت تک قصور میں جاری رہا۔ خویشگی آپ کو کہتے ہیں "پیر کبار"۔

خزینۃ الاصفیاء مصنف مفتی غلام سرور لاہوری ترجمہ اقبال احمد فاروقی کے ص ۳۹۷ پر ہے ــــــ "آپ کا نام نامی شیخ وتو تھا اور لوگ انہیں پیر قبار بن شعوار بن خویشگی کہتے تھے۔ شکیرنی اور خش پٹھانوں قبیلے میں جو چشتی فقراء سے تعلق رکھتے ہیں۔ شعور پٹھان کے تین بیٹے تھے۔ ایک کا نام پیر قبار تھا دوسرے کا نام حسین خویشگی' تیسرے کا نام خلف خویشگی تھا۔ ان تینوں میں سے پیر قبار بڑے بھی تھے اور بزرگ بھی تھے۔ جب ان کے دل میں اللہ کی طلب کی آگ بھڑکی تو وہ کسی پیر کامل کی تلاش میں نکلے۔ وہ بڑے بڑے بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر دل کی تسلی نہ ہوئی۔ آخر قصبہ چشت قطب الدین خواجہ چشتی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نے آپ کو اپنے پاس بٹھایا اور اپنی خانقاہ میں رکھ لیا اور حکم دیا کہ لنگر کا کھانا پکانے کے لئے پانی لایا کرو۔ پیر قبار چالیس سال تک لنگر کے لئے پانی لاتے رہے جس وقت خواجہ کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے پیر قبار کو اپنے پاس بلایا اور فقر خلافت خصوصی عنایت فرمایا اور اجازت دی کہ وہ اپنے وطن واپس چلے جائیں چونکہ پیر قبار کو خواجہ سے

بڑی محبت تھی۔ آپ وطن کو واپس نہ آئے۔ حضرت خواجہ کی وفات کے بعد ان کے مزار پر وہی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ ایک رات خواجہ نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ اب تم اپنے وطن کو واپس چلے جاؤ۔ آپ وطن واپس آئے پشاور کے کوہستان کے لوگ بڑے سنگ دل تھے۔ انہوں نے آپ کی بزرگی کو تسلیم نہ کیا اور شرط عائد کی کہ اگر اسی وقت دو کبوتر جنگلی اڑتے اڑتے آئیں اور تمہارے گریبان میں گھس جائیں اور بازو کے راستے باہر نکلیں پھر ہمیں تسلی ہو گی کہ تم ولی اللہ ہو۔ چنانچہ غائب سے دو کبوتر آئے اور گریبان میں گھس گئے اور بازو کے راستے باہر نکل آئے۔ یہ کرامت دیکھ کر پشاور کے قریب لوگ آپ کے مرید ہو گئے۔ خصوصاً خویشگی قبیلہ آپ کا عقیدت مند بن گیا۔ پیر قبار نے ان کبوتروں کے حق میں دعا کی اور مریدوں کو حکم دیا کہ آج کے بعد کوئی شخص نہ کبوتر کا شکار کرے اور نہ ذبح کرے۔

آپ نے اعلان کیا کہ جو شخص کبوتروں کو تکلیف دے گا یا وہ مر جائے گا یا بے اولاد رہے گا۔ یا تنگ دست ہو جائے گا۔ آج تک خویشگی پٹھانوں میں یہ رسم چلی آ رہی ہے کہ کوئی کبوتر کا شکار نہیں کرتا۔

اگرچہ پیر قبار کی توجہ سے بے پناہ مخلوق کو ہدایت ملی مگر آپ کے مرید کامل شیخ بتک تھے۔ آپ بڑے صاحب کرامت و ولایت اور ہدایت کے مالک تھے۔ بعض لوگوں کے خیال ہے کہ وہ خویشگی کے بیٹے آپ کے مرید اور پدر زادہ تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ شیخ بتک خواجہ چشتی کے پوتے تھے۔ ان کے والد کا نام عمر تھا اور حضرت پیر قبار نے ان کے حق میں دعا کی تھی کہ قیامت تک ان کی اولاد میں تصرف باقی رہے گی۔ پیر قبار ۵۵۰ھ میں فوت ہوئے تھے"۔

سینٹرل جیل قصور چونگی سے جانب مشرق دو کلو میٹر کے فاصلے پر کھیتوں میں ایک سفید گنبد ہے۔ سفید گنبد کے اندر ایک قبر ہے جس کی لوح پر یہ الفاظ کندہ ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہادی برحق امام الانبیاء محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبدالرشید وتوزئی خویشگی کے پوتے اور حضرت مودود چشتی کے خلیفہ اول مزار پر انوار

پیران پیر حضرت عطاء اللہ خان وتو خویشگی چشتی المعروف پیر بولنا

پیدائش ۴۸۰ہجری وفات ۵۵۰ہجری

حضرت وتو چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک قصور میں نہیں ہے۔

آپ کے مزار مبارک پشاور کے کوہستان میں مرجع خلائق ہے۔ بیان کیا جاتا ہے ——— "یہ مزار پیر بولنا کا ہے۔ آپ کا اصلی نام تک معلوم نہیں تاریخ وفات بھی معلوم نہیں"۔

مزار مبارک کے باہر حاجی محمد بوٹا درویش المتوفی ۱۹۵۲ء کی قبر ہے۔ "اولیاء قصور میں" درج ہے ——— "ریلوے لائن کے پاس پیر بولنا کا گنبد مبارک ہے"۔

باب دوم

حضرت مولانا شیخ احمد شوریانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت پیرو تو شوریانی المعروف بہ پیر قبار کی اولاد سے ہیں۔ خزینۃ الاصفیاء ترجمہ اقبال احمد فاروقی کے ص ۳۰۳ پر تحریر ہے ——— "آپ بہت بڑے عالم دین اور خطہ پنجاب کے شیخ کامل تھے۔ ظاہری اور باطنی علوم حضرت اسحاق بن شاہ کاکو لاہوری سے حاصل کئے۔ شیخ صاحب حضرت فریدالدین گنج شکر کی اولاد سے تھے۔

خویشگی اور شورہ پٹھانوں میں اتنا بڑا ظاہری علوم کا عالم اور باطنی رموز کا واقف کوئی نہ تھا۔ زہد اور عبادت میں بے مثال تھے۔ قرآنی دعائیں وظیفے کے طور پر پڑھتے تھے۔ چہل اسم دعائے سیفی اور حزب البحر پورے آداب اور شرائط سے پڑھتے تھے۔ مشکل مسائل علماء سے حل نہ ہوتے تھے آپ کی طرف رجوع کرتے۔ شیخ احمد نہایت ہی سہل طریقے پر فوراً حل کر دیتے تھے"۔

آپ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شیخ عیسیٰ سندھی برہان پوری کے ہم عصر تھے۔ حضرت شیخ عبداللطیف برہان پوری کہا کرتے تھے میں نے اپنی عمر میں علمائے ظاہر و باطن میں دو ہی بزرگ دیکھے ایک شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت شیخ احمد شوریانی۔ میں نے ان سے ملاقات کی ہے۔ ان جیسا علوم جاننے والا کوئی نظر نہیں آیا۔

جب کوئی طالب علم پنجاب سے جاتا تو آپ اسے واپس بھیج دیتے اور فرماتے تمہارے پاس قصور میں شیخ احمد شوریانی نے شریعت اور طریقت کا دریا بہا دیا ہے تم پیاسے اس چشمے پر کیوں آتے ہو۔ تم ان کے پاس چلے جاؤ، تمہیں خدا تک پہنچا دیں گے۔

حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کتابیں لکھنے سے اجتناب کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ پہلے بزرگوں نے اتنا کچھ لکھا ہے کہ اب ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

آپ کی ایک کتاب سوالات احمدی جو انہوں نے بے دینوں کے خلاف لکھی۔ اکسیر اعظم کی حیثیت رکھتی ہے۔ بڑی مقبول ہوئی تھی۔

آپ عبداللہ خویشگی قصوری مصنف معارج الولایت کے دادا تھے۔

آپ نے ۱۰۳۰ھ/۱۶۲۱ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک قصور شہر میں ہے۔

حضرت شیخ رحمت اللہ شوریانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ پیر قبار کی اولاد میں سے تھے اور انہی کے سلسلہ میں روحانی فیض پایا تھا۔ خزینۃ الاصفیاء

ترجمہ اقبال احمد فاروقی کے ص ۴۰۱ پر تحریر ہے ـــــــ "اللہ تعالیٰ نے آپ کو پرندوں چرندوں اور درندوں کی باتیں معلوم کرنے کی صلاحیت عطا کی تھی۔ آپ جدھر جاتے اللہ کی ہر قسم کی مخلوق سے باتیں کر لیتے اور ان کی سن لیتے تھے۔ ایک دن ایک بہت بڑے سانپ سے باتیں کر رہے تھے۔ جب لوگ قریب آئے تو سانپ اپنے بل میں گھس گیا اور آپ اپنے راستہ پر چل دیئے"۔

آپ کی وفات ۱۰۲۵ھ میں ہوئی۔ مزار پر انوار قصور شہر میں ہے۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ پڑھانے کے لئے ایک شخص غیب سے آئے گا۔ اسی سے امامت کرانا اور مجھے میرے آبائی قبرستان میں دفن کرنا۔ ایسا ہی ہوا کہ جب نماز جنازہ کی صفیں درست کیں تو غائب سے ایک بزرگ آئے۔ جنہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت شیخ حاجی اویس وتوزئی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت پیر قبار کی اولاد سے تھے۔ خزینۃ الاصفیاء ترجمہ اقبال احمد فاروقی کے ص ۳۹۶ پر درج ہے ـــــــ "پٹھانوں میں وتوزئی قبیلہ بہت باعظمت اور بہت باوقار ہے۔ آپ اسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کو پیر قبار کی روحانیت سے بڑا فیض ملا تھا۔ جن دنوں آپ حج کرنے آئے تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زیارت کرنے کے لئے قرن پہنچے اور وہاں سے وطن واپس آئے۔ شیخ حاجی کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام داؤد رکھا۔ آپ کی بیوی نے مبارک دی۔ فرمانے لگے یہ ایسا لڑکا نہیں ہے کہ اس کی پیدائش پر مبارک دی جائے جب وہ لڑکا جوان ہوا تو پاگل ہو گیا۔ شیخ کو اللہ نے ایک بیٹی دی۔ جب وہ جوان ہوئی تو آپ نے یوسف نامی نوجوان کو کہا کہ میں اپنی بیٹی کی شادی تم سے کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم قبول کرو تو مجھے بتاؤ۔ نوجوان نے کہا کہ میں اپنی والدہ سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم میرے خلوص کو ٹھکرا رہے ہو۔ تم نے میری لڑکی قبول نہیں کی جاؤ تمہارے ہاں کبھی اولاد نہیں ہوگی۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ شیخ یوسف نے بے شمار عورتوں سے نکاح کئے لیکن کسی کے ہاں بھی اولاد نہ ہوئی۔ شیخ حاجی اویس قصور میں پیدا ہوئے۔ وہیں زندگی گزری اور وہاں ہی ان کا مزار ہے۔ آپ کی وفات ۱۰۱۷ھ میں ہوئی"۔

حضرت شیخ الہداد وتوزئی رحمۃ اللہ علیہ

خزینۃ الاصفیاء ترجمہ اقبال احمد فاروقی کے ص ۴۲۸ پر درج ہے ـــــــ "آپ حضرت پیر قبار کی اولاد سے تھے۔ بڑے متوکل اور متورع بزرگ تھے۔ اپنے حجرہ میں معتکف رہا کرتے تھے اور غم و شادی پر بھی باہر نہ آتے تھے۔ جب آپ کو نفس مجبور کرتا کہ حجرے سے باہر آئیں تو اندر ہی اندر دیوار بناتا

شروع کر دیتے پھر تھک جاتے تو دیوار گرا دیتے اور پھر حجرے میں ہی عبادت میں معروف ہو جاتے تھے۔ حضرت اخوند سعید شوریانی آپ کی بے پناہ عزت کرتے تھے لکھتے ہیں ایک بار آپ نے دعا کی اے اللہ تو نے مجھے کثیر الاولاد بنایا ہے۔ ان میں بعض نیک ہیں اور بعض برے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ تمام کو بخش دے غیب سے ہاتف نے آواز دی کہ ایک سخت کمان اٹھاؤ اور اس پر ایک تیر رکھ کر دور پھینکو جہاں تک تیر جائے گا۔ قدم قدم پر تمہیں اولاد دوں گا۔ آپ نے تیر پھینکا تو چار قدم پر جا پڑا۔ آپ نے سمجھ لیا کہ میری اولاد چار پشتوں تک رہے گی۔ جنہیں اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔ آپ ۱۰۴۹ھ کو فوت ہوئے۔ مزار قصور میں ہے۔ لوگ آپ کے مزار کے علاوہ آپ کے حجرے کا طواف کرتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں۔

حضرت بایزید بتک زئی رحمۃ اللہ علیہ

آپ وقت کے کاملین میں سے تھے۔ حضرت شیخ بتک سے بیعت تھے۔ خزینۃ الاصفیاء ترجمہ اقبال احمد فاروقی کے ص ۲۱۰ پر درج ہے ——— "ایک دن حضرت بایزید مجالس سماع میں موجود تھے۔ طبیعت پر سخاوت کا غلبہ آیا۔ فرمانے لگے کوئی ہے جسے میں خدا رسیدہ بنا دوں۔ مجلس میں شورہ قبیلے کے تین پٹھان بیٹھے تھے۔ ایک شیر خان الجوزی' دوسرا پانیدہ الجوزی' تیسرا شیخ صدر الدین وتو زئی تھا۔ تینوں اٹھے۔ حضرت شیخ سے معانقہ کیا اسی وقت تینوں خدا رسیدہ بن گئے۔ اس کے بعد حضرت شیخ جب بھی مجلس سماع میں بیٹھتے تو وجد کی حالت میں یہی کلمہ زبان پر لاتے اور اس طرح سینکڑوں لوگ خدا رسیدہ ہو گئے۔ ایک دن مجلس میں ایسا بیگانہ آدمی موجود تھا جو ان مقامات کو نہ جانتا تھا' اٹھا اور شیخ سے معانقہ کرنا چاہا تو دیکھا اس کے اور شیخ کے درمیان ایک بڑا صندوق ہے جس میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں تو فوراً پیچھے ہٹ گیا۔

حضرت شاہ بایزید کی اہلیہ فرماتی ہیں کہ میں صبح کی نماز کے بعد شیخ کو باہر مصلیٰ پر بیٹھے دیکھا' کبھی تو وہ ایک ضعیف بوڑھے کی طرح نظر آتے اور کبھی نوجوان خوبصورت دکھائی دیتے' کبھی میں دیکھتی کہ وہ ایک چھوٹے بچے کی شکل میں بیٹھے ہیں اور کبھی یوں محسوس ہوتا کہ بہت بڑا شیر بیٹھا ہے۔ جب میں نے پہلی مرتبہ انہیں شیر کی شکل میں دیکھا تو میں ڈر گئی۔ خوف و ہراس کی وجہ سے کانپنے لگی۔ آپ فوراً اصلی شکل میں آگئے اور کہنے لگے ڈرو نہیں۔ اللہ کے شیروں کے گھر جنگل کے شیر نہیں آسکتے۔

ایک بار شیخ سفر کرتے کرتے آگرہ شہر میں پہنچے انہوں نے دیکھا کہ کسی شخص کی کھوپڑی راستے میں پڑی ہوئی ہے۔ آپ نے چاہا کہ اس سے بات کریں۔ آپ نے اسے غور سے دیکھا تو اس نے اپنے سارے حالات بتا دیئے۔ حضرت شیخ نے اس کے لئے فاتحہ پڑھی اور دعائے مغفرت کر کے آگے چلے"۔

حضرت شیخ بایزید ۱۰۳۵ ہجری میں فوت ہوئے۔

رخت از دنیا چو در خلد بریں
عالم اسرار عامل بایزید
اہل حق فیاض گو تاریخ او
نیز فرما شیخ کامل بایزید

۱۰۳۵ھ

حضرت شیر خان ام جوزی رحمۃ اللہ علیہ

خزینۃ الاصفیاء ترجمہ اقبال احمد فاروقی کے ص ۱۱۴ پر درج ہے —— "حضرت شیر خان رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت شاہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ کا فیض یافتہ تھا' راستے میں جا رہا تھا کہ ایک مست ہاتھی دوڑتا ہوا آ رہا تھا۔ ہاتھی والے نے دور سے کہا کہ بابا ہٹ جاؤ۔ ہاتھی مست ہے کہنے لگے مست کو مست سے کیا کام جب ہاتھی آپ کے نزدیک پہنچا تو سر جھکا دیا۔ آپ نے اس کے سر کو اٹھا کر اونچا کیا اور فرمایا اگر میں اس کے سر کو سہارا نہ دیتا تو یہ قیامت تک اسی طرح پڑا رہتا۔ ایک دن شیر خان مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک بوڑھی عورت آئی اور آکر کہنے لگی۔ میرا ایک عزیز سخت بیمار ہے اور مرنے کے قریب ہے۔ آپ اس کی شفا کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے چند لمحے کے لئے سر جھکایا اور پھر بوڑھی عورت کو کہنے لگے اس کی عمر تو ختم ہو گئی ہے۔ میں نے بڑی تلاش کی لیکن اس کی حیاتی نہ پا سکا۔ اب اس کے بغیر چارہ نہیں کہ میں اپنی عمر اسے دے دوں۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنی چادر زمین پر بچھائی اس پر لیٹ گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے جان اللہ کے حوالے کر دی۔ اسی دن سے اس بوڑھی عورت کے عزیز شفایاب ہو گیا"۔

حضرت صدر الدین المشہور شیخ صدو رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ کے دوسرے خلیفہ تھے۔ وہ بھی مرد کامل تھے لیکن دیوانوں کی طرح بازاروں میں گھومتے پھرتے تھے۔ شہر کے بچے ان کے پیچھے شور مچاتے اور کہتے بابا روٹی دے۔ وہ اپنی کرامت سے بغل سے روٹیاں نکالتے جاتے اور بچوں کو دیتے جاتے۔ ایک دن اپنے دوستوں کے ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں سخت بارش شروع ہو گئی۔ کہیں پناہ کی جگہ نہ تھی فرمانے لگے فکر نہ کرو بارش تم پر نہیں برسے گی۔ ایسا ہی ہوا چاروں طرف بارش برستی رہی لیکن ان پر ایک قطرہ بھی نہ گرا۔"

حضرت شیخ پائندہ وتوزئی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ کے تیسرے خلیفہ تھے۔ خزینۃ الاصفیاء ترجمہ اقبال احمد فاروقی کے ص ۱۱۴ پر تحریر ہے ——— "وہ بھی وقت کے عظیم الشان ولی اللہ تھے۔ جو شخص آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پی لیتا ہو ولی اللہ ہو جاتا۔ آخری عمر میں سے لڑ جھگڑ کر قصور کو چھوڑا اور موضع خورجہ میں چلے گئے۔ باقی عمر وہیں رہے جہاں آپ کو بڑی مقبولیت ملی"۔

باباخویشگی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مادر زاد مجذوب تھے۔ اکثر ننگے پھرتے اور شہر قصور کے بازاروں میں گھومتے جانوروں اور پرندوں سے بڑی محبت کرتے جو بھی ملتا اسے فرمائش کرتے مجھے ایک طوطا لے دو۔ حالت سکر میں جو باتیں کرتے ان میں اسرار و معارف ہوتے۔ جس بیمار پر ہاتھ ملتے شفایاب ہو جاتا۔

خزینۃ الاصفیاء کے ص ۴۵۰ پر تحریر ہے ——— "ایک شخص کا بیٹا سخت بیمار ہو گیا اس کی بیوی نے اسے کہا کسی طرح باباخویشگی مجذوب کو گھر لے آؤ تاکہ بچے پر ہاتھ ملے اور صحت حاصل ہو جائے وہ گیا اور خویشگی کو حیلہ بہانہ کر کے اپنے گھر لے آیا۔ مگر خویشگی دروازے پر آکر رک گیا اور کہنے لگا میں اندر نہیں جاؤں گا اور مردے پر ہاتھ نہیں لگاؤں گا اور یہ کہتے ہوئے دروازے سے لوٹ گیا۔ دس بارہ روز گزرے تھے کہ لڑکا فوت ہو گیا۔

داود نامی پٹھان قصور سے بیجاپور چلا گیا۔ ایک عرصہ تک اس کی خیر خبر نہیں آئی تھی۔ داود کی والدہ نے باباخویشگی کو بلایا اور پوچھا کہ داود کب آئے گا۔ آپ نے فرمایا وہ تو آسمان پر سیر کر رہا ہے۔ چند روز بعد خبر آئی کہ داود کا انتقال ہو گیا ہے۔

حضرت حاجی محمد شریف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ قصور کے رہنے والے تھے۔ اسی نسبت سے حاجی محمد شریف قصوری مشہور ہوئے۔ تذکرہ حضرت شاہ عنایت قادری رحمتہ اللہ علیہ کے ص ۱۰۴ پر تحریر ہے ——— "آپ حضرت شاہ عنایت قادری رحمتہ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے اور ان کے درمیان شرعی امور پر مراسلت رہتی تھی۔ حقہ پینا نہ پینے پر بھی خط و کتابت ہوئی۔ آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔ مولوی غلام برادر مولوی غلام حسین بن مولوی محمد حسین بن حاجی محمد شریف قصوری۔ حضرت حاجی محمد شریف رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک

تھے۔ آپ نے ۲۷ ربیع الثانی ۱۱۵۳ھ بمطابق ۱۷۴۰ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار قصور میں حضرت خواجہ غلام محی الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار سے کچھ دور ایک کھلے میدان میں واقع ہے۔ شہر کی عید گاہ بھی اسی مقام پر واقع ہے اور پاس ہی دفتر تحصیل تھا۔ آپ کی اولاد بھی اسی مقبرہ میں دفن ہے۔ ہر لوح مزار پر صاحب مزار کا اسم گرامی سال وفات اور مختصر حالات زندگی درج ہیں"۔

حضرت حافظ غلام محی الدین چشتی قصوری رحمتہ اللہ علیہ

آپ مرید و خلیفہ حضرت میاں محمد شاہ چشتی ہوشیار پوری رحمتہ اللہ علیہ کے تھے۔ حضرت میاں علی محمد خاں سجادہ نشین بستی نو ہوشیار پور کی لاہور والی قیام گاہ متصل دربار حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ میں رہتے تھے۔

مدینۃ الاولیاء کے مصنف محمد دین کلیم ص ۵۶۴ پر تحریر کرتے ہیں ——— "آپ بڑی نفیس عادات و خصائل کے مالک تھے۔ لاہور کے مشہور عالم خطاط منشی عبدالمجید پروین رقم مرحوم آپ کے مرید تھے۔ علامہ اقبال کی پہلی نماز جنازہ حافظ مرحوم نے پڑھائی تھی۔ آپ نے تمام زندگی لاہور ہی میں گذاری۔ آپ حضرت گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے عرس میں حاضری کے لئے پاک پتن شریف براستہ قصور روانہ ہوئے۔ قصور میں پہنچتے ہی بیمار ہو گئے۔

آپ نے ۸ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ بمطابق ۲۲ نومبر ۱۹۴۷ء وفات پائی۔ قبرستان کلاں میں حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری کے سرہانے کی طرف دو سو قدم ہٹ کر دفن ہوئے۔ حافظ صاحب نے مجرد کی زندگی گذاری۔ آپ کے چھوٹے بھائی شیخ خادم محی الدین قصوری صاحب اولاد ہیں"۔ آپ علم جفر کے ماہر تھے۔

حافظ صاحب کی تاریخ وفات حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے یہ کہی:

آہ مہر سا شدہ مستور

۱۳۶۷ھ

کتابیات

اس کتاب کی تدوین و تالیف میں درج ذیل کتاب کو پیش نظر رکھا گیا:

۱۔ خزینۃ الاصفیاء حصہ اول و دوم — مفتی غلام سرور لاہوری
۲۔ حدیقۃ الاولیاء — مفتی غلام سرور لاہوری
۳۔ تذکرہ صوفیائے پنجاب — اعجاز الحق قدوسی
۴۔ تذکرہ اولیائے برصغیر — مرزا محمد اختر دہلوی
۵۔ تحقیقات چشتی (لاہور) — نور احمد چشتی
۶۔ خلاصۃ التواریخ (۱۱۰۷ھ) — سبحان رائے بٹالوی
۷۔ تذکرہ حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ — میاں اخلاق احمد ایم اے
۸۔ تذکرہ اکابر اہل سنت و جماعت لاہور — اقبال احمد فاروقی
۹۔ تذکرہ اکابر اہلسنت — محمد عبدالحکیم شرف قادری
۱۰۔ انوار محی الدین — صاحبزادہ سید شبیر احمد شاہ
۱۱۔ ملفوظات شریفہ — ترجمہ اقبال احمد فاروقی
۱۲۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ (تکملہ) — محمد صادق قصوری
۱۳۔ نور اسلام اولیائے نقشبند نمبر — مدیر اعلیٰ میاں جمیل احمد شرقپوری
۱۴۔ لاہور کے اولیائے سہروردیہ — محمد دین کلیم
۱۵۔ تذکرہ حضرت سید آغا سکندر شاہ — احمد بدر اخلاق
۱۶۔ غازی محمد صدیق شہید رحمۃ اللہ علیہ — رائے محمد کمال
۱۷۔ تاج العارفین — پیر محمد اجمل چشتی فاروقی
۱۸۔ ذکر گلزار — محمد صادق قصوری
۱۹۔ اولیائے قصور — ڈاکٹر مولوی محمد شفیع
۲۰۔ پنجابی زبان و ادب تے تاریخ — عبدالغفور قریشی
۲۱۔ پنجابی شاعراں دا تذکرہ — مولا بخش کشتہ
۲۲۔ امیر ملت اور ان کے خلفاء — محمد صادق قصوری
۲۳۔ ترجمہ نافع السالکین ارشادات
اور ملفوظات حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ — محمد حسین للہی
۲۴۔ مناقب موسوی

۲۵۔	شریف التواریخ جلد سوم حصہ دوازدہم	سید شریف احمد شرافت نوشاہی
۲۶۔	طریق الاصفیاء	مولوی سراجدین
۲۷۔	سات ستارے	رام سنگھ درویش
۲۸۔	سلیم التواریخ	صوفی اکبر علی
۲۹۔	مقالہ اسلامک کلچر جولائی ۱۹۲۹ء	ڈاکٹر مولوی محمد شفیع
۳۰۔	تذکرہ مشائخ ارائیاں	احمد بدر اخلاق
۳۱۔	مدینتہ الاولیاء	محمد دین کلیم
۳۲۔	حضرت پیرو تو خو یشگی	ریاض احمد چشتی
۳۳۔	مقابیس المجالس اردو ترجمہ ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید	
۳۴۔	تذکرہ مشائخ قادریہ	محمد دین کلیم قادری

بقیہ

۱۔ حضرت پیر محمد عبدالخالق ہزاروی مرید و خلیفہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے تھے۔ آپ نے ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۰ء کو وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک چک نمبر ۲۵ کھو کھرانوالہ براستہ پتوکی ضلع قصور گاؤں کی جامع مسجد میں مرجع خلائق ہے۔

۲۔ حضرت پیر میاں سرور قادری رحمتہ اللہ علیہ مرید و خلیفہ پیر محمد عالم رحمتہ اللہ علیہ تاریخ وفات ۱۲ اپریل ۱۹۸۵ء مزار مبارک چک کھو کھرانوالہ براستہ پتوکی ضلع قصور۔ گاؤں کے قبرستان میں زیارت گاہ خاص و عام ہے سجادہ نشین غلام مرتضیٰ چشتی نظامی ہیں۔

۳۔ حضرت مولانا خواجہ محمد عظیم چشتی قادری رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک کھریپڑ شریف پتوکی ضلع قصور میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

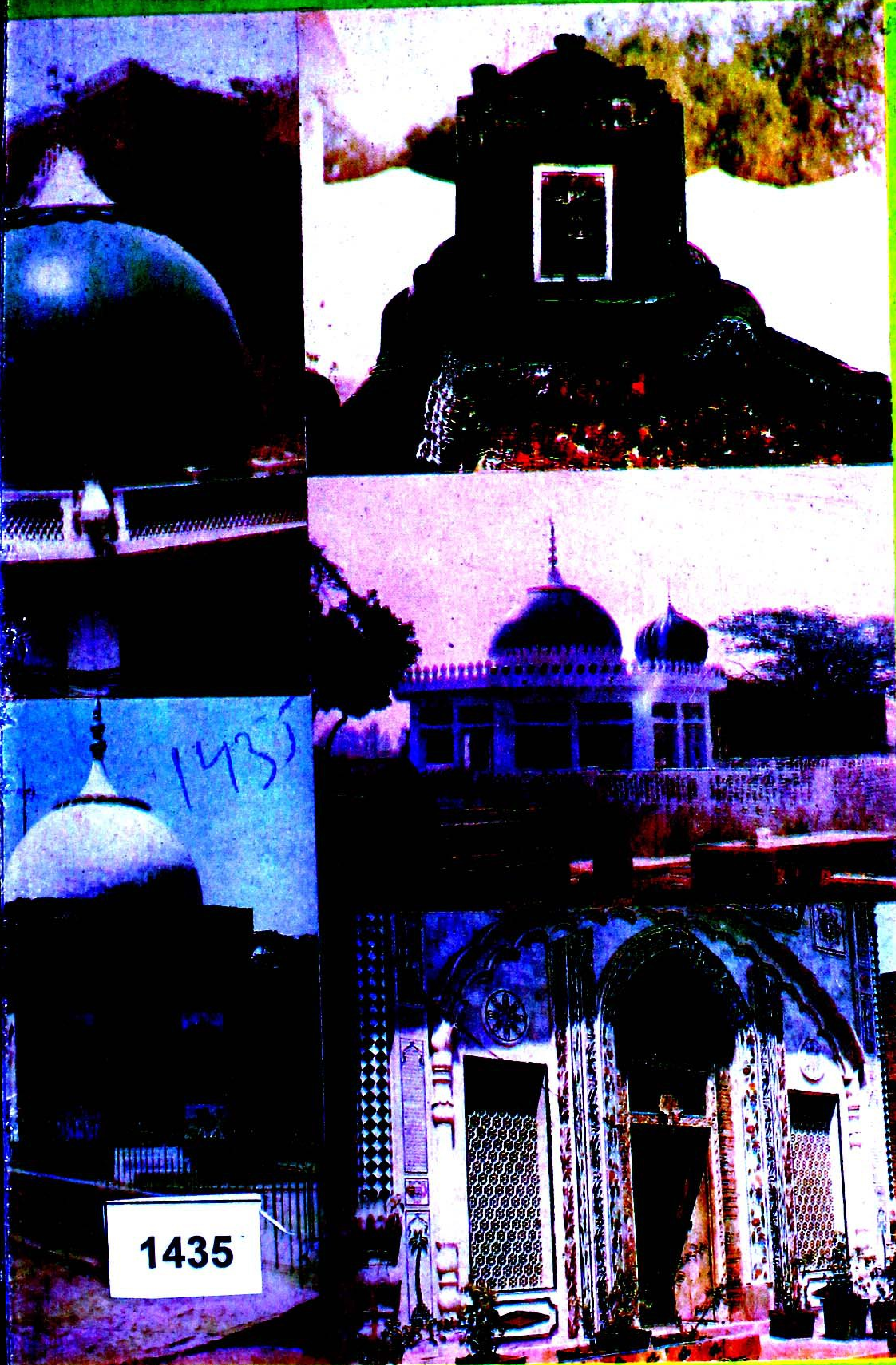

1435

1435